سحر ہومیوپیتھی

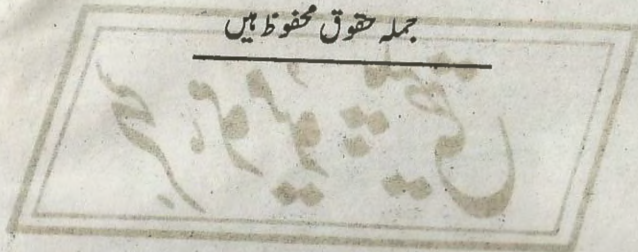
ایک مریض کی دو منفرد ادویات





مصنف: ہومیوپیتھک ڈاکٹر گلزار احمد

سحر ہومیوپیتھک کلینک مغل پورہ لاہور



پبلشرز ڈاکٹر گلزار احمد

تعداد طبع اول ایک ہزار

قیمت ۴۶ روپے



اسٹاکسٹ

انصاری اِنک ہاؤس

12 عزیز مارکیٹ 17 اُردو بازار لاہور

ماہنامہ معالج کی نائب ایڈیٹر

آنسہ عین المفر قریشی صاحبہ

کے نام

جن کی ذہانت، حوصلہ مندی اور تاریخی حیثیت سے

میں حسد کرتا ہوں

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
-1	دیباچہ	5
-2	ایک مریض کی دو مفرد ادویات	14
-3	ڈاکٹر امجد علی جعفری صاحب کا خط	21
-4	ڈاکٹر امجد علی جعفری صاحب کو میرا جواب	23
-5	ڈاکٹر لقمان پرسی صاحب کا تنقیدی خط	27
-6	ڈاکٹر لقمان پرسی صاحب کی تنقید پر میرا تبصرہ	32
-7	ڈاکٹر محمد عرفان قریشی صاحب کی تنقید	48
-8	ڈاکٹر محمد عرفان قریشی صاحب کو میرا جواب	55
-9	ڈاکٹر رانا محمد عنائت صاحب کی تنقید	68
-10	ڈاکٹر رانا محمد عنائت صاحب کو میرا جواب	74
-11	نوسوڈز کی حقیقت	79
-12	حاد امراض اور ایمرجنسی میں ہومیو پیتھی کا کردار	86
-13	ایک مریض کی ایک کھرب مماثل ادویات	94
-14	کرلئین فوٹو گرافی	107
-15	ایک اپیل	111
-16	حرف آخر	113

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

میں اپنا پورا تعارف اپنی کتاب سحر ہومیو پیتھی حصہ سوم "قوت حیات کی تعریف" میں کراؤں گا۔ ائر فورس کی ۱۸ سال کی ملازمت کے بعد میں ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو ریٹائر ہوا ہوں۔ ۱۹۸۲ء میں عائشہ نامی ایک ہومیو پیتھک لیڈی ڈاکٹر نے ہومیو پیتھی اور نظریہ مفرد اعضاء سے متعارف کرایا۔ ۱۹۸۶ء میں فہد ہومیو پیتھک کالج اورنگی ٹاؤن میں داخلہ لیا۔ چاروں سال یو۔اے۔ چوہدری کے خلاصوں سے نقل مار کر امتحان پاس کئے۔ ۱۹۹۰ء میں ہومیو پیتھی کی اور اگست ۱۹۹۱ء میں ریٹائرمنٹ سے اڑھائی ماہ پہلے حمید ہومیو پیتھک کالج میں پروفیسر لگ گیا۔ یہ الگ بات ہے کہ طلباء جب مجھے پروفیسر کہتے تھے تو مجھے شرم آتی تھی۔ مجھے طلباء سے سوالات کی توقع تھی لیکن اول تو ان کے پاس سوالات ہوتے ہی نہیں تھے اور اگر کوئی سوال ہوتا بھی تھا تو اس خوف سے نہیں پوچھتے تھے کہ کہیں Practical میں فیل نہ کر دیئے جائیں۔ نہ میں ہومیو پیتھی کی تعریف سے متفق تھا، نہ میازموں کو مانتا تھا اور نہ آرگینن سے اتفاق کرتا تھا اس لئے ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہو کر کالج چھوڑ دیا۔

اگست ۱۹۹۲ء میں میری ملاقات ماہنامہ اعجاز ہومیو پیتھی گجرانوالہ کے ایڈیٹر

اور ایک اعزازی رکن سے ہوئی۔ انہوں نے مجھے اپنے ماہنامے کی ایک کاپی دکھائی۔ میری غیر مطمئن روح نے کہا کہ اس میں تو پڑھنے کے لئے کچھ بھی نہیں۔ انہوں نے مجھے تنقید کرنے کی دعوت دی۔ کہنے لگے "آپ تنقید کریں یا مضمون دیں ہم اس کی ہو بہو فوٹو سٹیٹ چھاپیں گے" میں نے انہیں کہا کہ کالج میگزین اور اپنے کمپاؤنڈ بیچنے والا کوئی بھی ماہنامہ میری تنقید یا مضمون شائع نہیں کر سکتا۔ ان کے بار بار اصرار پر میں یہ مضمون "ایک مریض کی دو مفرد ادویات" انہیں دے آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں جانتا تھا کہ وہ یہ مضمون شائع کرنے کی جرات نہیں کریں گے۔ میں اتنا بھی جانتا تھا کہ یہ مضمون ان کے اوپر سے گزر جائے گا۔

تین ماہ بعد پتہ چلا کہ چیف ایڈیٹر، ایڈیٹر اور اعزازی ارکان کو میرے مضمون کی سمجھ ہی نہیں آ رہی۔ میں نے اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ وہ فون کر کے مضمون کینسل کرا دے۔ جب میرے شاگرد نے فون کیا تو ایڈیٹر نے کہا "یہ مضمون اس قابل ہی نہیں کہ اسے اپنے ماہنامے میں شائع کیا جا سکے" اس پر میرے شاگرد نے کہا "تم لوگ اس قابل ہی نہیں کہ سر گلزار کے مضمون کو سمجھ سکو۔" بعد میں انہوں نے ایک جھوٹی خبر بھی میرے خلاف چھاپی۔ میں نے چیف ایڈیٹر لیاقت علی راجپوت کو خط لکھ کر انہیں ان کے غیر ذمہ دار ہونے کا احساس دلایا۔

ملازمت کے دوران ۱۹۸۷-۸۸ء میں میں کراچی میں تھا اور جب کبھی آرام باغ دوائیں خریدنے جاتا تھا تو ماہنامہ معالج خرید لیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے اپنے ایک دوست سے کہا تھا کہ ماہنامہ معالج میں ڈاکٹروں کی آپس میں جھڑپیں چلتی رہتی ہیں، بڑی حیرت کی بات ہے کہ ایڈیٹر برداشت کر رہا ہے۔ اگر ایڈیٹر غیر جانبدار رہا تو یہ

ماہنامہ ہومیو پیتھی کی تاریخ میں ایک مقام بنا لے گا۔ ۱۹۹۲ء کے آخری مہینوں میں میں دو سوالوں پر کام کر رہا تھا۔ ایک سوال یہ تھا کہ اسباب مرض یا اسباب شفا میں قدر مشترک کیا ہوتی ہے یعنی غصہ اور کیموملا ایک جیسی علامات کیوں پیدا کرتے ہیں؟ اور دوسرا سوال یہ تھا کہ دواؤں کے اثرات مخصوص اوقات پر کیوں گھٹتے بڑھتے ہیں جیسے آرسنک کی علامات آدھی رات کے بعد بڑھ جاتی ہیں۔ میرے ذہن میں دونوں سوالوں کے دھندلے دھندلے جواب تھے۔ میں کسی ایسے شخص کی تلاش میں تھا جو میری مدد کر سکے۔ میں نے ایک ہزار روپیہ انعام رکھ کر دونوں سوال بھی ماہنامہ معالج کو بھجوا دیئے اور یہ مضمون بھی بھجوا دیا۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جنوری ۱۹۹۳ء میں میرے سوالات شائع ہو گئے اور فروری ۱۹۹۳ء میں میرا مضمون شائع ہو گیا۔ اس مضمون کو شائع کرانے کا میرا اصل مقصد یہ تھا کہ ممکن ہے کوئی ڈاکٹر دو متضاد ادویات کی نشاندہی کر دے۔ اس مضمون پر کراچی کے ڈاکٹر امجد علی جعفری صاحب نے تبصرہ کیا کہ ڈاکٹر گلزار احمد نے پرانی بات کو نئے انداز میں پیش کیا ہے۔ میں نے انہیں خط لکھا کہ وہ مجھے بتائیں کہ مجھ سے پہلے کس شخص نے مریض کے مماثل مگر آپس میں متضاد ادویات کی بات کی ہے۔ میں وہ خط سنبھال نہ سکا۔ اس خط کے جواب میں جعفری صاحب نے مجھے خط لکھا جو اس کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے۔ اس خط میں انہوں نے ایک کتاب کا حوالہ دیا جس سے میں مطمئن نہ ہوا اور انہیں پھر ایک خط لکھا۔ وہ خط بھی کتاب میں شامل ہے۔ میں تادم تحریر ان سے حوالہ مانگ رہا ہوں لیکن ان کی طرف سے خاموشی ہے۔

ڈاک کے ذریعے سیالکوٹ سے مجھے ڈاکٹر لقمان پرسی صاحب کا تنقیدی خط

موصول ہوا۔ اس خط کا میں نے کوئی جواب نہ دیا لیکن جب سارے مواد کو اکٹھا کر کے کتاب بنانے کا سوچا تو خیال آیا کہ مجھے اس خط پر تبصرہ کرنا چاہئے۔

اپریل ۱۹۹۳ء میں کراچی کے ڈاکٹر محمد عرفان قریشی صاحب کی تنقید شائع ہوئی۔ کئی ماہ بعد میں نے ان کی تنقید کا بذریعہ خط جواب دیا۔ جون ۱۹۹۳ء میں بہاولپور کے ڈاکٹر رانا محمد عنایت صاحب کی تنقید شائع ہوئی۔ میں نے انہیں خط لکھ کر ان کی تنقید پر خاصا کڑوا تبصرہ کیا۔ اس سارے مواد سے ایک دلچسپ کتاب بن گئی۔ مجھے امید ہے آپ کو پڑھ کر مزہ آئے گا۔

جنوری ۱۹۹۳ء میں میں نے جو دو سوال شائع کرائے تھے ان کے جواب میں مجھے صرف چار خط موصول ہوئے۔ "ادویہ میں قدر مشترک" نامی کتاب میرے دو سوالات، موصول ہونے والے جوابات، پھر میرے جوابات اور سوالات کے اصل جوابات پر مبنی ہے۔ جلد ہی وہ دلچسپ کتاب بھی آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

میرا مقصد کتابیں بیچ کر روٹی کمانا نہیں۔ میں نے اپنی زندگی کو بڑا محدود کیا ہوا ہے۔ سوائے بجلی، پانی اور گیس کے مجھے حکومت سے کوئی لالچ نہیں۔ کسی ایم این اے، ایم پی اے یا کونسلر کی مجھے کبھی ضرورت نہیں پڑی۔ میں چاہتا ہوں کہ جتنا کچھ میرے پاس ہے وہ جلد از جلد آپ کے حوالے کر دوں۔ اتنا میں اچھا نہیں کہ قوانین قدرت میری حفاظت کریں اس لئے کوئی پتہ نہیں کب پھوک نکل جائے۔

جن ڈاکٹر صاحبان نے میرے مضمون پر تنقید کی ان کا شکر گزار ہوں۔ انہوں نے اس مضمون پر تنقید کر کے نئی نسل پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ علمی مباحثوں میں جھڑپیں تو ہوتی ہی رہتی ہیں۔ یہ لوگ میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔ افسوس

ان ڈاکٹر صاحبان پر ہے جنہوں نے خاموشی اور بے حسی کا مظاہرہ کیا۔ اس مضمون پر تنقید کی آپ سب کو بھی دعوت ہے۔ نہ میری کوئی "میں" ہے اور نہ میں نے کمپاؤنڈ بیچنے ہیں اس لئے آپ کی طرف سے کی گئی تنقید "ہومیو پیتھی کی تعریف" نامی کتاب میں شائع کر دوں گا۔ یہ چھوٹا سا مضمون اپنے اندر ساری کی ساری ہومیو پیتھی رکھتا ہے۔ آپ کی تنقید ہومیو پیتھی کو اور زیادہ آگے بڑھائے گی۔

کیا یہ بہت بڑی ستم ظریفی نہیں کہ ہم میں سے کوئی کلینک کھول کر، کوئی سٹور کھول کر، کوئی کالج کھول کر، کوئی ماہنامہ نکال کر، کوئی کتابیں لکھ کر، کوئی ایسوسی ایشن بنا کر، کوئی اعلیٰ تعلیم کا ادارہ کھول کر، کوئی پروفیسر بن کر، کوئی کونسل کا رکن بن کر، کوئی کمپاؤنڈ بنا کر اور کوئی کمپاؤنڈ بیچ کر ہومیو پیتھی سے روٹی کما رہا ہے لیکن ہومیو پیتھی سے واقفیت رکھنے والا دنیا میں ایک بھی شخص نہیں۔ علامات پوچھ کر دوا تلاش کرنا، یہ کام پانچ جماعت فیل بھی کر سکتا ہے۔ باتوں سے روٹی تو مداری بھی کما لیتے ہیں۔

ماہنامہ معالج میں شائع ہونے والے چار اور مضامین بھی کتاب میں شامل کر دئے گئے ہیں۔ وہ مضامین بھی اپنے اندر دلچسپی کا بہت سارا سامان رکھتے ہیں۔ یہ کتاب آپ کو میری اگلی کتاب "ہومیو پیتھی کی تعریف" کو سمجھنے میں مدد دے گی۔ "اس کتاب میں ہومیو پیتھی کے بارے میں ایک نیا فلسفہ پیش کر رہا ہوں جس کے تحت کونسل کا عطا کیا ہوا کورس اور کالجوں میں پڑھائی جانے والی آرگینن (Organon) بالمثل کے قانون اور تقلیل دوا کے سوا ساری کی ساری ناکارہ ہو جائے گی۔ میرا اصل ٹارگٹ نئی نسل ہے۔ بزرگ ڈاکٹرز نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ وہ

میرے راستے کی رکاوٹ تو بن سکتے ہیں مجھے ان سے مدد کی امید نہیں۔ علامت اور دوا تک محدود بزرگ ہومیوپیتھس میری کوئی مدد کر بھی نہیں سکتے۔ اگر نوجوان نسل نے مجھ پر کھل کر تنقید کی تو ہومیوپیتھی کی رکی ہوئی گاڑی پوری رفتار سے چل پڑے گی۔

ایک سیاست دان کسی ایسے علاقے میں ووٹ مانگنے گیا۔ جہاں کے لوگوں نے برف نہیں دیکھی تھی۔ وہ اپنی تقریر میں بار بار کہتا "میرا دل برف کی طرح ہے" کہنا تو وہ یہ چاہتا تھا کہ اس کا دل برف کی طرح سفید ہے لیکن عوام تقریر سننے کے بجائے یہ سوچنے لگے کہ برف کیا ہوتی ہے۔ میرا یہ مضمون اتنا مشکل نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہومیوپیتھ سنی سنائی تاویلات میں اتنا گم ہے کہ اس کے لئے ایک سادہ سے Concept کو سمجھنا مشکل ہو گیا ہے جب میں کہوں گا کہ میازموں کی کوئی حقیقت نہیں تو ہومیوپیتھ کو ڈاکٹر گلزار کی شخصیت چھوٹی نظر آنے گی اور ڈاکٹر گلزار کی بات کو جھٹلانے کے لئے اس کے ذہن میں درجنوں انگریز اور انڈین ڈاکٹروں کے نام گھوم جائیں گے اور وہ اپنی عقل کا استعمال کئے بغیر میری بات کو جھٹلا دے گا۔

میں پوری طرح جان گیا ہوں کہ ہومیوپیتھ سوال میں ہی الجھ کر رہ جاتا ہے۔

اگر کسی ہومیوپیتھ کے سامنے علاج بالضد کی بات کی جائے تو اس کا دماغ خواہ مخواہ ایلوپیتھی کے خلاف نفرت سے بھر جاتا ہے۔ لیکن اس بے چارے کو اتنا بھی علم نہیں کہ اگر وہ تھیوری کے مطابق علاج کرے تو 70% مریضوں کا علاج بالضد کرتا ہے اور 30% مریضوں کا علاج بالمثل کرتا ہے اور جرمنی اور پاکستان کے کمپاؤنڈ لیے 100% علاج بالضد کرتے ہیں۔

آئیے میں آپ کو چند مثالیں دیتا ہوں۔ کلکریا فلور ایک نمک ہے اور سارے نمک گرم ہوتے ہیں اور غدد کو تحریک دیتے ہیں کونیم ایک سرد دوا ہے۔ اور وہ Connective Tissues میں تحریک پیدا کرتی ہے۔ گلینڈز کی سختی پر آپ دونوں دوائیں دیتے ہیں۔ بالمثل دوا کونیم ہے۔ اس دوا کا پرائمری ایکشن غدد میں سختی لاتا ہے۔ کلکریا فلور کا سیکنڈری ایکشن غدد میں سختی لاتا ہے یا یوں سمجھ لیں کہ کلکریا فلور کی کمی سے غدد میں سختی آتی ہے۔ اگر آپ کلکریا فلور دیں گے تو کمی کو پورا کریں گے۔ غدد کی سختی پر آپ کونیم کسی بھی طاقت میں دے سکتے ہیں لیکن اگر آپ کلکریا فلور اونچی طاقت میں دیں گے تو مرض میں افاقہ نہیں ہو گا بلکہ چند اور غدد میں سختی آ جائے گی۔

دمہ کے ایکوٹ کیس میں اگر آپ کا مریض کونیم کا ہے اور آپ کونیم دیں تو یہ بالمثل ہو گی لیکن اگر آپ نیٹرم سلف دیں تو یہ بالضد علاج ہو گا اور آپ روزانہ نیٹرم سلف ہی دیتے ہیں جرمنی کی چالاک کمپاؤنڈ ساز کمپنیاں یہی کچھ کر رہی ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ ان کے کمپاؤنڈز کے اجزاء نچلی پوٹینسی میں ہوتے ہیں۔

میں نے اس مضمون میں جو صلیب بنائی ہے اسے سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہ آپ کو پوٹینسی کے انتخاب میں بڑی مدد دے گی میں نے پبنی اور چولستان کے صحراؤں، کشمیر کی وادیوں، ائر فورس کی بیرکوں اور شہر کے پارکوں سے ہومیوپیتھی سیکھی ہے۔ اب مجھے ووٹ مانگنے کے بجائے برف کے بارے میں وضاحتیں دینا پڑ رہی ہیں۔

زندگی کا انحصار ATOM یا MOLECULE پر نہیں بلکہ ION پر ہے جب جسم IONIZED ہوتا ہے تو زندہ ہوتا ہے اور جب De-Ionized ہو جاتا

ہے تو مر جاتا ہے۔ یہی Ionization روح یا قوت حیات ہوتی ہے جو خلیات IONIZED ہوتے ہیں وہی Input لیتے ہیں اور وہی Output دیتے ہیں جب آپ کسی عضو کو Input دیتے ہیں تو یہ علاج بالمثل بھی ہوتا ہے اور علاج بالضد بھی اور جب آپ Output کو بڑھاتے ہیں تو یہ علاج بالمثل ہوتا ہے۔ بالمثل علاج کرتے ہوئے اگر آپ کونین کے مریض کو کونین خام حالت میں دیں گے تو وہ اپنے سے مماثل Connective Tissues کے Ionized خلیات کے فعل کو مزید بڑھائے گی اور نئے خلیات کو بھی Ionized کر دے گی۔ اگر یہی دوا آپ قلیل مقدار میں اور Ionized یا Potentized کر کے دیں گے تو وہ صرف متاثرہ خلیات کو ہی متاثر کر سکے گی اور ان کے فعل کو Peak تک پہنچائے گی اور رد عمل اس دوسری قسم کے مفرد عضو کو چلا جائے گا جو قربانی دیتا رہا تھا۔ یہ انتہائی اہم نکتہ ہے یاد رکھیئے کہ دوا، غذا یا کوئی بھی محرک خلیہ سے مماثل ہوتا ہے رد عمل اس خلیہ کے مماثل نہیں ہوتا۔ یعنی Input خلیہ کے مماثل ہوتی ہے۔ (لیکن out put کسی اور قسم کے خلیہ کی input ہوتی ہے۔) یوں سمجھ لیں کہ آپ دوسروں کے لئے کماتے ہیں اور دوسرے آپ کے لئے کماتے ہیں۔

کائنات مسلسل حرکت میں ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی Input لے اور Output نہ دے۔ اگر کوئی جسم دوسروں کو Output نہ دے تو اپنی ہی ذات میں بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور قارون کی طرح اس کی Input اس کے لئے عذاب بن جاتی ہے۔ یہ کینسر ہوتا ہے۔ قارون چونکہ دوسروں کی غذا بھی خود کھا رہا ہوتا ہے اس لئے دوسرے اس کی مدد کمزوری کی بناء پر نہیں کر سکتے۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ض خلیہ کی سطح سے DNA کی طرف سفر کرتا ہے اور پوٹینسی دوا ہی مرض کو باہر

نکال سکتی ہے۔ کونین کے دمہ کے 40 سالہ پرانے مرض کو اگر ایک خوراک دینی ہو تو کھرب کی پوٹینسی بھی مرض کی گہرائی سے مماثل نہیں ہوتی اور اگر 6-30 یا 200 پوٹینسی دی جائے تو بار بار دوہرانا پڑتی ہے اور مرض سالوں میں جا کر ختم ہوتا ہے۔

پوری وضاحت انشاء اللہ ہومیو پیتھی کی تعریف میں دوں گا۔ یہاں اس مضمون کے حوالے سے اتنا جان لیں کہ اگر ایلوز خام حالت میں مرض کو بڑھاتی ہے تو بھی مریض کے ساتھ زیادتی ہے اور اگر کمزور وائٹل فورس والے مریض کو ایلوز کی اونچی پوٹینسی اوپر پہنچا دیتی ہے تو بھی مریض کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس دوسری صورت میں اگر مماثل دوا سے رد عمل ہو بھی تو جب جسم میں رہ ہی کچھ نہیں گیا تو وہ رد عمل کیا دے گا۔ ایسی صورت میں ہمیں کمی پوری کرنا پڑتی ہے۔ ایلوز پر اوپیم دینا پڑتی ہے۔ کونین پر کلکیریا فلور دینا پڑتی ہے۔ پیاس پر پانی دینا پڑتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ برائی اونیا کی ایک خوراک پیاس بجھا دیتی ہے لیکن اگر سارے خلیات ہی سوکھے پڑے ہوں تو پھر برائی اونیا کیا کرے ظاہر ہے ایک آدھ منٹ کے بعد پیاس مزید بڑھ جائے گی۔

آخر میں نوجوان نسل سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انسانی جسم کے لئے کوئی بھی غیر از غذا چیز اجنبی ہوتی ہے۔ انسان جنگل کے قانون سے آہستہ آہستہ تنگ آتا جا رہا ہے اور قوانین قدرت سے قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ لہذا آنے والی نسلوں کا طریقہ علاج ہومیو پیتھی ہے۔ آپ جتنی زیادہ مجھ پر تنقید کریں گے ہومیو پیتھی اتنی زیادہ آگے بڑھے گی۔

ڈاکٹر گلزار احمد

5/12/93

ایک مریض کی دو مفرد ادویات

قارئین! آپ کی خدمت میں ہومیو پیتھی کے حوالے سے ایک نئی چیز پیش کر رہا ہوں۔ امید ہے آپ لطف اندوز ہوں گے۔

آپ میں سے کوئی بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکے گا کہ اس کائنات میں ہر چیز کی ایک ضد موجود ہے اور ہر عمل کا ایک رد عمل ہے جو مخالف سمت میں ہوتا ہے اور مقدار میں عمل اور رد عمل دونوں برابر ہوتے ہیں۔ یہ دونوں قوانین جسم انسانی پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔ جب ہم کسی صحت مند جسم کو خام حالت میں اور اتنی مقدار میں کہ وہ جسم کو متاثر کر سکے دوا دیتے ہیں تو وہ جسم کے اندر ایک مخصوص لائن پر چلتی ہوئی مخصوص مقامات پر کچھ علامات پیدا کرتی ہے۔ جب اس دوا کے اثرات ختم ہوتے ہیں تو قوت حیات دوا کے عمل کے خلاف انہیں مقامات پر مخالف سمت میں رد عمل دیتی ہے جو عمل کے برابر ہوتا ہے۔ اب فرض کریں کہ آپ نے ایک صحت مند جسم کو ایک دوا X دی۔ جس نے جسم کو متاثر کیا اور 9,7,5,3,1 نامی علامات پیدا کیں۔ اس کو ہم یوں لکھ سکتے ہیں۔

X = {1,3,5,7,9}

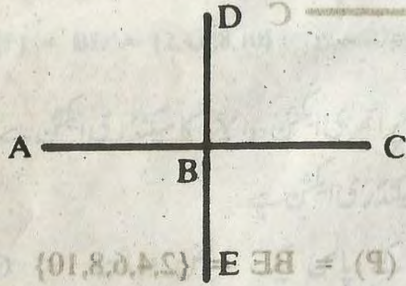
جب دوا X کا عمل ختم ہو گا تو جسم یا قوت حیات اس کے خلاف رد عمل Y دے گا

(Y = {2,4,6,8,10}

اگر آپ مانتے ہیں کہ کائنات میں ہر چیز کی ضد موجود ہے تو پھر آپ کو ماننا پڑے گا کہ Y بھی ایک دوا ہے جو جب بھی کسی صحت مند جسم کو دی جائے گی تو وہ علامات 10,8,6,4,2 پیدا کرے گی۔ جب آپ کسی جسم کو دوا X دیں گے تو جسم رد عمل میں دوا Y کی علامات پیدا کرے گا اور اگر آپ کسی جسم کو دوا Y دیتے ہیں تو جسم رد عمل کے طور پر دوا X کی علامات پیدا کرے گا۔

اب گراف نمبر ا کو غور سے دیکھیں۔

X (p) = BD = {1,3,5,7,9}



X (S) = BE = {2,4,6,8,10}

خط ABC حالت صحت ہے۔ آپ نے دوا X دی جس سے ایک مجموعہ علامات یا مرض BD پیدا ہوا۔

X (P) = BD = {1,3,5,7,9}

P سے مراد پرائمری ایکشن ہے جو دوا نے کیا

جب دوا X کا پرائمری ایکشن ختم ہوا تو قوت حیات نے رد عمل کے طور پر

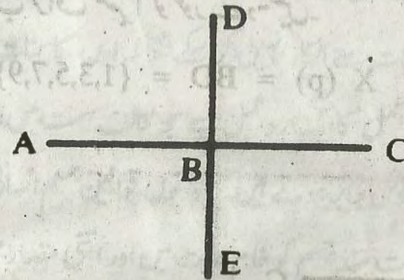
مرض BE پیدا کیا

X (S) = BE = {2,4,6,8,10}

S سے مراد سیکنڈری ایکشن ہے جو قوت حیات نے دیا

اب گراف نمبر ۲ کو دیکھیں

Y (S) = BD = {1,3,5,7,9}



Y (P) = BE = {2,4,6,8,10}

خط ABC حالت صحت ہے آپ نے دوا Y دی جس سے مرض BE پیدا ہوا۔

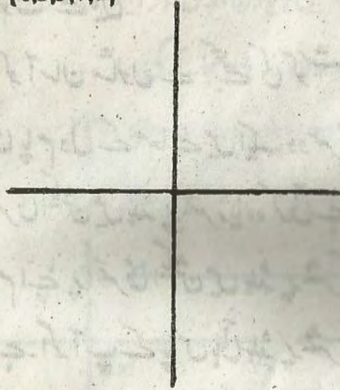
Y (P) = BE = {2,4,6,8,10}

جب دوا Y کا اثر ختم ہوا تو قوت حیات نے رد عمل کے طور پر مرض BD پیدا کیا۔

Y (S) = BD = {1,3,5,7,9}

اب گراف نمبر ۳ کو دیکھیں

X (P) = BD = {1,3,5,7,9}　　Y(S) = BD = {1,3,5,7,9}



X (S) = BE = {2,4,6,8,10}　　Y (P) = BE = {2,4,6,8,10}

اس سے ثابت ہوا کہ دوا X کا پرائمری ایکشن دوا Y کا سیکنڈری ایکشن ہے اور دوا Y کا پرائمری ایکشن دوا X کا سیکنڈری ایکشن ہے۔

اب فرض کریں کہ آپ کے پاس ایک مریض علامات BD = {1,3,5,7,9} لے کر آتا ہے۔ یہ علامات X کی پرائمری علامات ہیں اور Y کی سیکنڈری علامات ہیں۔ آپ دونوں میں سے کوئی ایک دوا دے سکتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ چونکہ مرض BD دوا X کا پرائمری ایکشن ہے اس لئے Aggravation ہو گا اور اگر آپ اس مریض کو دوا Y دیتے ہیں تو Aggravation نہیں ہو گا بلکہ مرض میں براہ راست کمی آئے گی۔

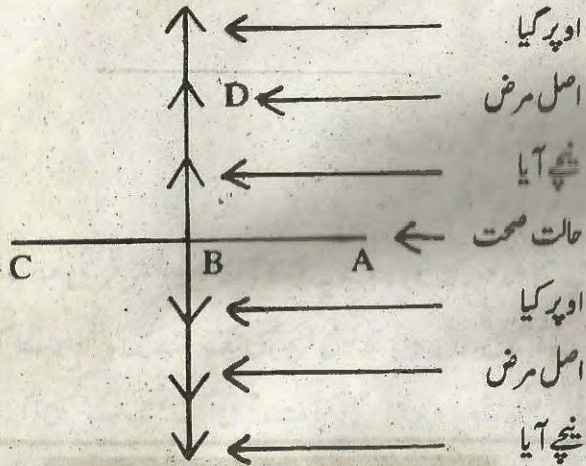
یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ Aggravation قوت اثر اور استعداد قبولیت دونوں کے راست تناسب ہوتا ہے۔ چونکہ ہومیو پیتھک ڈاکٹرز کی اکثریت

پوٹینسی کے انتخاب سے ناواقف ہے اس لئے اگر قوت حیات کمزور ہو تو Aggravation سے مریض موت کے منہ میں بھی جا سکتا ہے اور ایک ناتجربہ کار ڈاکٹر کے پسینے بھی چھوٹ سکتے ہیں۔

اب اس فلسفہ کو آسان مثالوں سے سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ فرض کریں کہ ایڈرینالین اور ڈائزی پام دل کے معاملے میں ایک دوسری کی مخالف ادویات ہیں۔ ایڈرینالین اپنے پرائمری ایکشن میں بلڈ پریشر زیادہ کرتی ہے اور سیکنڈری ایکشن میں کم ہوتا ہے۔ ڈائزی پام اپنے پرائمری ایکشن میں بلڈ پریشر کم کرتی ہے اور سیکنڈری ایکشن میں زیادہ ہوتا ہے۔ اگر آپ کے پاس ہائی بلڈ پریشر کا مریض آتا ہے اور آپ اسے ایڈرنیالین دیتے ہیں تو پہلے Aggravation ہو گا اور پھر بلڈ پریشر کم ہو گا اور اگر آپ ڈائزی پام دیتے ہیں تو بلڈ پریشر براہ راست کم ہو گا اسی طرح اگر مریض کا بلڈ پریشر کم ہو اور ڈائزی پام دی جائے تو پہلے Aggravation ہو کر بلڈ پریشر مزید کم ہو گا اور پھر زیادہ ہو کر نارمل سطح پر آئے گا اور ایڈرینالین دیں گے تو بلڈ پریشر براہ راست بڑھے گا۔

آنتوں کے افعال میں ایلوز اور اوپیم کو ایک دوسرے کی ضد تصور کریں (یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ یہ ضروری نہیں کہ یہ دونوں ادویات ایک دوسری کی ہومیو ضد ہیں محض فرض کر رہا ہوں۔ ہو.بہو ضد کی تلاش کا راستہ میں آپ کو دے رہا ہوں، تلاش کریں) ایلوز اپنے پرائمری ایکشن میں آنتوں کے Peristaltic فعل کو تیز کر کے دست لاتی ہے اور رد عمل میں قبض ہو جاتی ہے۔ اوپیم کا پرائمری ایکشن قبض ہے اور سیکنڈری ایکشن دست ہیں۔ اسی طرح Intracellular Fluid اور

Extracellular Fluid کے معاملے میں سوڈیم اور پوٹاشیم اس فلسفے کی بہترین مثال ہے۔ اگر سوڈیم زیادہ ہے اور اور سوڈیم دیں گے تو پہلے سوڈیم Concentration میں زیادتی ہو گی اور آخر کار سوڈیم کا لیول کم ہو جائے گا اور پوٹاشیم Concentration بڑھ جائے گی۔



اب اگر آپ تھوڑا سا غور فرمائیں تو میرے اس فلسفے میں آپ کو ایک بڑی مزیدار بات ملے گی۔ فرض کریں کہ ایک آدمی نے کسی دعوت میں زیادہ کھالیا اور اسے دست لگ گئے۔ دست اسے نہ تو ایلوز کھانے سے لگے اور نہ ہی اوپیم کھانے سے۔ مگر دستوں کی علامات ایک ڈاکٹر کو ایلوز میں نظر آرہی ہیں اور دوسرے کو اوپیم میں۔ جو ڈاکٹر اس مریض کا علاج ایلوز سے کرے گا اس نے علاج بالمثل کیا اور جس نے اوپیم سے کیا اس نے علاج بالضد کیا۔

آخر میں گزارش ہے کہ ہومیو پیتھی علاج بالضد اور علاج بالمثل دونوں کو اپنے اندر سمیٹتے ہوئے میڈیکل سائنس کی سو فیصد ترجمانی کرتی ہے۔ یہ ہم ہیں کہ ہومیو پیتھی

کے ایک پہلو کو پکڑے ہوتے ہیں جو Aggravation والا پہلو ہے۔ میں نے یہ مضمون انتہائی آسان اور واضح انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر کسی قاری کو پوری سمجھ نہ آئی ہو یا کوئی قاری اعتراض کرنا چاہے تو بصد شوق اس پتہ پر خط لکھ سکتا ہے۔

ڈاکٹر امجد علی جعفری صاحب کا خط

موقف

تشرف نگاہ

جناب ڈاکٹر گلزار احمد صاحب

برادرم سلام علیکم۔

آپ کا خط مورخہ ۷۔۷۔۹۳ بہ توسط آنسہ عین المفر قریشی صاحبہ ملا۔ آپ کے جذبات سے آگاہی ہوئی۔ دنیا کا کوئی فرد کسی ایک شعبے میں باعلم ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ نہ میں نے یہ دعویٰ کبھی کیا ہے۔ کسی ایک شعبے کے کسی ایک حصے پر بھی ماہر ہونا ممکن نہیں۔ شاید اس کے قریب تر پہنچا جا سکے۔ آپ نے مضمون قارئین کرام کو سمجھانے کے لئے رکھا تھا۔ پھر آپ کو یہ کیوں شبہ ہوا کہ میں آپ کی تحریر کو نہیں سمجھ سکا؟ کیا اس میں کچھ ضخم تھا؟

دنیا میں کتنے افراد ممکن ہے اپنے مطالعہ کی بنا۔ پر ایک سا سوچ سکیں۔ ویسے جب تک کسی کو یہ نہ بتایا جائے یا کوئی نہ پڑھے کہ خط مستقیم یا خط منحنی کیا ہوتے ہیں اس کے لئے ان کا تصور میں لانا محال ہے۔ یہ بات ہر تحریر کے بارے میں مسلم ہے۔

البتہ آپ نے جو مضمون لکھا ہے اس موضوع پر بہ زبان جرمن اور انگریزی کتب چھپ چکی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب کا نام Illness and Healing

by Med Dr. Hans ہے۔ یہ اور یلیا ورلاگ جرمن سے ۱۹۲۸ میں چھپی تھی اس کے بعد ۱۹۳۶ تک اس کے کئی ایڈیشن نکلے۔ ہندوستان میں اس کے Abstract چھپے۔ اس میں دواء، وائرس اور دیگر اشیاء کے Reaction phases دیتے ہوتے ہیں۔ Cause effect, result کی سیر حاصل بحث بھی ہے۔ Secondary اور Primary ایکشن کا بھی ذکر ہے۔

ہم سب جو کچھ لکھتے ہیں اس میں ہمارے علم اور مشاہدے کو دخل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ہمنین نے جو فلسفہ پیش کیا تھا اس میں بھی اس کے مطالعے اور مشاہدے کا دخل تھا۔

کوئی لاکھ کہے کہ اس کی سوچ اپنی ہے شاید ایسا ہو۔ اگر اس نے متعلقہ علم پڑھا ہی نہیں تو متعلقہ سوچ جنم نہیں لے سکتی۔ اگر سوچ جنم لیتی ہے تو یہ حوالہ کی محتاج ضرور ہوتی ہے۔

ہر علم کی طرح ہومیو پیتھی بھی ایک سمندر ہے۔ مجھے تو اس علم کے ایک قطرے پر بھی عبور حاصل نہیں۔ میرا مطالعہ تو ساڑھے تین ہزار سے کچھ زائد کتب تک محدود ہے۔ جن میں سے اکثر میرے اپنے کتب خانے میں ہیں۔ مجھے تبصرہ لکھنے کا شوق نہیں۔ میں تو صرف آنسہ عین المفر قریشی صاحبہ معاون مدیر ماہنامہ معالج کی درخواست پر لکھتا ہوں۔ اور اپنی ناچیز حقیر سی رائے سے مدیر کو مطلع کر دیتا ہوں۔ بھلا میں آپ جیسے سورج کو روشنی دکھانے کی جسارت کیسے کر سکتا ہوں۔ آپ کی دل آزاری کے لئے معذرت خواہاں ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اور سوچ سمجھ کر لکھنے کی کوشش کروں گا۔ رہنمائی کا شکریہ۔

ڈاکٹر امجد علی جعفری صاحب کو میرا جواب

محترم جناب ڈاکٹر امجد علی جعفری صاحب

السلام علیکم۔ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ کا خط ملا۔ اب کی بار آپ نے پھر ایک زیادتی کر دی۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو کتابوں کے حوالہ جات سے Impress ہو جاتے ہیں۔ آپ نے ایک علمی ٹرک کھیلنے کی کوشش کی ہے جو ایک صاحب علم کے شایان شان نہیں ہوا کرتی۔ اول تو آپ کا خط آپ کی اعتماد کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس خط کی فوٹو کاپی میں آپ کو واپس ارسال کر رہا ہوں اور دوئم یہ کہ جن کتب کا آپ نے حوالہ دیا ہے میں انہیں پڑھے بغیر یا پڑھنے کے چکروں میں پڑنے کے بجائے کہہ رہا ہوں کہ میرا موقف ان کتب میں ہی کیا ہومیو پیتھی کی کسی کتاب میں نہیں۔ آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ میں شخصیات اور کتب سے متاثر نہیں ہوتا۔ میں قوانین قدرت کا طالب علم ہوں اور میرے نزدیک انگریزوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ ایک انگریز سائنس دان اگر کہے کہ دو اور دو پانچ ہوتے ہیں اور ایک ریلوے کا قلی کہے کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں تو میں ایک عام پاکستانی کی طرح انگریز کی بات کو من و عن تسلیم نہیں کر لیتا بلکہ قلی کی بات مانتا ہوں۔ آپ نے میرے مضمون کو پرکھنا ہو یا تبصرہ کرنا ہو تو اس قسم کے حوالہ جات سے گریز کریں۔ ایک بات اور آپ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میری بات کو جھٹلانے کے لئے آپ کو دو

اور دو چار کے تحت بات کرنا ہو گی خواہ وہ اپنے ذہن سے نکالیں، آگینین کا حوالہ دیں یا کسی اور کتاب کا لیکن بغیر دلیل کے مجھے آرگینین سے لئے گئے حوالہ جات قابل قبول نہیں۔ کیونکہ آرگینین ایک لکیر کے فقیر کے لئے آسمانی صحیفہ ہے میرے لئے مبہم اور غیر واضح ہے۔

آپ نے کتنی جلدی کہہ دیا کہ ان کتب میں دوا، وائرس اور دیگر اشیاء کی مماثلت کا ذکر ہے۔ یہی سوال تو میں نے جنوری ۹۳۔ میں معالج میں شائع کرایا تھا پھر ان کتب نے آپ کی مدد کیوں نہ کی۔ آپ تو میرے سوالوں میں ہی الجھ کر رہ گئے تھے۔

آپ قارئین سے حوالہ جات طلب کرتے ہیں۔ ایک آدمی نے اپنی کتاب میں لکھا دو اور دو چار ہوتے ہیں، یہی بات میں نے پہلی جماعت میں استاد سے سیکھی، یہی بات قرآن کہتا ہے، یہی بات رات کو دو آدمی بیٹھے کر رہے تھے اب بتائیں میں آپ کو کونسا حوالہ دوں۔ اگر میں کسی کتاب سے کوئی پیراگراف اپنے مضمون میں درج کروں تو میرا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ میں کتاب کا نام، مصنف کا نام اور صفحہ نمبر لکھوں۔ وہ قارئین تو آپ کو حوالہ جات دے سکتے ہیں جنہوں نے صرف ایک کتاب میں پڑھا ہو کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ آپ اپنے حوالہ جات مانگنے کے طریقہ کار کو بدلیں۔

ماں کے پیٹ سے میں بھی سیکھ کر نہیں آیا۔ کچھ کتابوں کا مطالعہ ہے اور کچھ کائنات کا مشاہدہ۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کے پاس سوچ اپنی ہوتی ہے اور Data ماحول (کتاب اور کائنات) سے لیا ہوتا ہے۔ Collection of Data میں بھی کرتا ہوں۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ کوئی مثبت کام کرنے کے بجائے اپنے دماغ کو الفاظ اور جملوں سے بھرتا پھروں۔

میں کوئی سورج نہیں کائنات کا ایک ادنیٰ سا طالب علم ہوں۔ ہاں البتہ میں کسی بھی روایت یا فلسفہ کو پرکھے بغیر من و عن تسلیم نہیں کیا کرتا۔

میں ان لوگوں میں سے نہیں جو ہانمن اعظم کی رٹ لگاتے رہتے ہیں جن سے جب پوچھا جائے کہ ہومیو پیتھک دوا کس طرح مماثل مرض کو ختم کرتی ہے۔ تو وہ جواب دینے کے بجائے ہانمن اعظم کے قصیدے گانا شروع کر دیتے ہیں۔ میں ڈاکٹر ہانمن کا بے حد احترام کرتا ہوں۔ ان کا ہی نہیں بلکہ ان تمام ہستیوں کا جنہوں نے انسانیت کی بھلائی کے لئے کام کیا۔ میرے نزدیک مادہ پرست بھی قابل احترام ہیں کہ وہ کائنات کی Study کرتے ہیں اور ان کی سٹڈی سے انسانوں کی بھلائی ہو رہی ہے لیکن مادہ پرستوں سمیت ہر وہ انسان جس نے کائنات اور انسان کے لئے کام کیا ضروری تو نہیں کہ ان کا موقف سارے کا سارا ٹھیک ہو۔

ڈاکٹر ہانمن نے بالشل کی تھیوری پیش کی مگر اس تھیوری کی وضاحت نہ کر سکے۔ انہوں نے تقلیل دوا کا فلسفہ دیا اس کی وضاحت نہ کر سکے۔ انہوں نے سورا سے متعارف کرایا جس کی وضاحت نہ کر سکے۔ انہوں نے قوت حیات کا فلسفہ دیا اس کی وضاحت نہ کر سکے۔ انہوں نے اپنے علم اور مشاہدے کی بنا پر ہمیں کائناتی حقائق سے متعارف کرایا جیسے لوہے کو نمی میں رکھا جائے تو اس سے زنگ پیدا ہوتا ہے، کیسے پیدا ہوتا ہے اس کی کیمسٹری کیا ہے؟ یہ نہ وہ جانتے تھے نہ اس زمانے میں اتنی ترقی تھی۔ یہی ان کا بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے مسلمہ قوانین دریافت کر کے دیئے۔ ان قوانین کی وضاحت کی ضرورت ہر دور میں بڑھتی جائے گی۔ یہ آپ کا اور میرا کام ہے کہ ہم وضاحتیں ڈھونڈیں لیکن ہم لوگ ماضی کے حوالہ جات میں الجھے رہتے ہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کا وقت ضائع کیا۔ ذرا سوچئے، غور کیجئے، کیا ہم علامت اور دوا سے آگے بڑھے ہیں "دوائیہ مرض اصل مرض پر حاوی ہو کر اسے ختم کر دیتا ہے اور پھر خود بھی ختم ہو جاتا ہے" کیا یہ بالمثل شفا کی وضاحت ہے۔ "سورا تمام امراض کا پلیٹ فارم ہے" کیا انبیاء کرام میں بھی سورا تھا۔؟ "ایک مریض کی ایک دوا" اگر سیپیا کلینک پر نہ ہو تو کیا اور کوئی بالمثل دوا" کائنات میں ہے ہی نہیں۔ انڈیا اور جرمنی کے حوالے ڈھونڈنے کے بجائے خود غور کریں اور پھر تصدیق یا تردید کریں

والسلام

ڈاکٹر لقمان پرسی صاحب کا تنقیدی خط

ایک مریض کی دو مفرد ادویات

ماہنامہ معالج کراچی شمارہ فروری ۱۹۹۳ء۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر گلزار احمد لاہور اس مضمون کے متعلق آخر میں لکھا گیا ہے کہ ہومیو پیتھی، علاج بالضد اور علاج [illegible] دونوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے، میڈیکل سائنس کی سو فیصد ترجمانی کرتی ہے۔ [illegible]ت بالکل غلط ہے کہ ہومیو پیتھی اپنے اندر علاج بالضد کو بھی رکھتی ہے۔ اور میڈیکل [illegible]س کی سو فیصد ترجمانی کرتی ہے۔ اس کے لئے قانون آرگینن کی شق نمبر ۵۲ کو [illegible] حوالہ پیش کرتا ہوں۔ "علاج کرنے کے دو ہی طریق ہیں۔ علاج بالمثل اور علاج [illegible]۔ یہ آپس میں ایک دوسرے کے ایسے خلاف ہیں کہ یہ دونوں مل نہیں سکتے !! [illegible]ی کیسے ہو سکتی ہے؟ جب کہ یہ ایک دوسرے کے متضاد ہیں !" ڈاکٹر گلزار [illegible]س قدر قیاسی باتیں لکھ دیتے ہیں !

"میڈیکل سائنس" کے دو لفظی اور دلکش الفاظ راقم بھی اپنی تحریروں میں [illegible]ل کرتا رہا ہے۔ لیکن جب یقین ہو گیا اور تحقیق کر کے تسلی ہو گئی کہ میڈیکل [illegible] حقیقت میں کوئی سائنس نہیں ہے بلکہ ایلوپیتھی طب مغربی نے اپنے علاج کی [illegible]ی کے لئے خود ساختہ "میڈیکل سائنس" کا سہارا لے کر خوب "چرچا" کیا تھا۔

اس کی تصدیق کسی یونیورسٹی سے کرائی جا سکتی ہے۔ بلکہ پروفیسر گلزار احمد بھی جانتے ہیں کہ میڈیکل سائنس کوئی علم نہیں جس طرح دیگر سائنسز یعنی علوم ہوتے ہیں

اس تحریر کا آخری اور شرطیہ یعنی "اگر" والے جملے سے شروع کرتے ہیں۔ "قاری کو مضمون نویس کے برابر ہی سمجھ ہوتی ہے۔ کم نہیں ہوتی اور اسے کوئی اعتراض بھی نہیں ہوتا۔ ایسی بات تو وہ ہی قلمکار لکھتا ہے جس کو اپنی قلمکاری اور مضمون میں کمی اور شک کا گمان ہو اگر ٹھوس بات اور قانون کے مطابق ہو، تو وہ یہ الفاظ کبھی نہ لکھے گا۔ "بصد شوق معالج کے ذریعے مجھ سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے" اس مضمون میں ڈاکٹر پروفیسر گلزار احمد نے جیومیٹری، الجبرا۔ اور حساب کے طریق سے مریض یعنی اس کی قوت حیات کے خلل کو درست کرنے کے فارمولے خوب تفصیل و تشریح سے درج کئے ہیں۔ حالانکہ ہومیوپیتھک ڈاکٹرز جانتے ہیں کہ امراض اور علامات، قوت حیات کے خلل اور نام کو کہا جاتا ہے اور ان کی درستگی اس طرح نہیں کی جا سکتی جس طرح جیومیٹری میں Y کی قیمت یا X کا مقام معلوم کیا جاتا ہے، یا۔ حساب میں بھی کسی چیز کی قیمت الجبرا۔ معلوم کرنے کے لئے ۱۰۰ فرض کر لیا جاتا ہے یا جا تا رہا ہے۔ الجبرا۔، جیومیٹری اور حساب کے سوال تو مادی چیزوں اور جسموں کے لئے ہیں۔ علوم "سائنسز" کے ہیں۔ جبکہ قوت حیات تو بالکل غیر مادی اور نادیدنی قوت ہے اس کی تشخیص، علاج و تجویز کو میڈیکل سائنس نہیں کہا گیا ہے۔ اس کے بگاڑ کو دواؤں کے غیر مادی اثرات سے ہی درست کیا جاتا ہے مذکورہ سائنسز سے قوت حیات کو سمجھنا، سمجھانا اور درست کرنا، کوئی طریقہ علاج اس

نظریے سے اتفاق نہیں کرے گا۔ شق نمبر ۱۶ ملاحظہ فرمائیں۔ قوت حیات صرف غیر مادی تاثیر سے فتور باب ہوا کرتی ہے۔ اور دواؤں کی غیر مادی قوتیں (تاثیریں) ہی اس کے بگاڑ کی اصلاح کر سکتی ہیں!

اور شق نمبر ۵۳ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ہومیوپیتھی علاج قانون قدرت پر مبنی ہے اور اکیلا ہی عمدہ علاج ثابت ہوا ہے۔ یہ راقم کی اپنی باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ موجد کے قانون طب کی شقیں ہیں۔ جب بھی ان کا جواب ڈاکٹر گلزار احمد لکھیں تو سوچ کر لکھنا۔ قیاسی گھوڑے دوڑانہ دینا۔ مدلل لکھنا۔ ایسا لکھنے سے قارئین کو فائدہ ہو گا اور ماہنامہ معالج کی قدر و قیمت عام ہو گی۔ اس مضمون کا "تیسرا جملہ آپ میں سے کوئی بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکے گا۔ کہ اس کائنات میں ہر چیز کی ضد موجود ہے اور ہر عمل کا ایک رد عمل ہے۔ جو مخالف سمت میں ہوتا ہے۔ اور مقدار میں عمل اور رد عمل دونوں برابر ہوتے ہیں۔ یہ دونوں قوانین، جسم انسانی پر بھی لاگو ہوتے ہیں" جسم پر لاگو نہیں ہوتے، ہانمن کا آئینہ قانون دیکھ سکتے ہیں۔ جس میں جسم کی بات نہیں، بلکہ قوت حیات ہی "عمل نمبر 2 " مرتب کرتی ہے۔ جسم تو بغیر قوت مدبرہ کے مردہ ہے،۔ "جب ہم کسی صحت مند جسم کو خام حالت میں اتنی مقدار میں کہ وہ جسم کو متاثر کر سکے۔ دوا دیتے ہیں" ۔ ہومیوپیتھک ڈاکٹر گلزار احمد یہ بات بالکل غلط ہے کہ دوا جسم کو متاثر کرتی ہے۔ یہ ایلوپیتھک طریق ہے۔ یاد رکھیں اور سمجھ لیں کہ دوا کی غیر مادی تاثیر سے قوت حیات متاثر ہوتی ہے۔ کیونکہ قوت حیات خود ایک غیر مادی چیز ہے۔ اسے صرف غیر مادی "دوا کی تاثیر" ہی متاثر آرگینن کے مطابق کر سکتی ہے۔ مضمون میں درج ہے۔ "اتنی مقدار میں دوا دیتے ہیں تو وہ جسم کے اندر ایک مخصوص

لائن پر چلتی ہوئی مخصوص مقامات پر کچھ علامات پیدا کرتی ہے۔" یہ بات قیاسی
اور یوں ہی فٹ کر دی ہے" مخصوص لائن کیا ہوتی ہے اور مخصوص مقامات
ہوتے ہیں"

گلزار احمد ڈاکٹر لکھتے ہیں۔ "اب فرض کریں" قارئین کو فرض کیوں کراتے
خود فرض کریں اور ایسی تشریح کریں کہ سمجھ آجائے۔

ان پڑھ مداری، اپنے تماشے کے دوران تماشائیوں کو کہتے ہیں "کہ کلمہ پڑھ
اور خود کلمہ پڑھتے نہیں! اسی طرح ڈاکٹر صاحب، قارئین سے کر رہے ہیں۔
فرض کریں" تحقیقی اور ڈاکٹری مضمون میں۔ ڈاکٹرز، قارئین اور اچھے خاصے پڑ
لکھے سے آرزو کرتے ہیں "آپ فرض کریں" اور آخر میں لکھ دیتے ہیں "اگر
قاری کو پوری طرح سمجھ نہ آئی ہو یا کوئی قاری اعتراض کرنا چاہتے تو بصد ---

ڈاکٹر گلزار احمد پہلے آپ خود اچھی طرح قانون طب کو سمجھ لیں۔ پھر کسی
کو "فرض" کی زحمت نہ دے سکیں گے۔ کاتب تحقیق، موجد کا شکر گزار
قانون طب ایک مکمل ضابطہ صحت ہے اور ایسی کتاب کسی اور طریقہ علاج کی
زمین پر نہیں ہے۔ اگر یہ "بلیک اینڈ وائٹ" میں نہ ہوتی تو گلزار احمد ڈاکٹرز
حضرات قیاسی باتوں سے نہ جانے کیا کیا دعویٰ اشاعت کرا دیتے!!

پھر لکھتے ہیں جب دوا X کا عمل ختم ہوا تو جسم یا قوت حیات اس کے
رد عمل دے گا۔ "جسم" نہیں حکیم گلزار احمد جی۔ طب یونانی میں جسم ہو سکتا
صرف اور صرف قوت حیات کی بات کریں!

کیوں! ؟ قارئین کو تذبذب میں ڈالے جا رہے ہیں۔ لفظ "یا" سے واضح

مضمون نویس خود ہی تذبذب کے اصراری عالم میں لکھ رہے ہیں جن کو خود کوئی یقین
اور علم نہیں ہے کہ جسم یا قوت حیات رد عمل کرتی ہے جو = Y-
(2,4,6,8,10) یہ حاصل جواب۔ کسی بھی۔ قوت حیات پر ہندسوں یعنی سیٹ کے
مطابق عمل ہرگز نہ ہو گا۔ جس طرح پروفیسر صاحب نے الجبرا۔ کے طریق سے ثابت
کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ طب میں ایک قیاسی بات ہی سمجھی جائے گی!

مادی اور غیر مادی چیز کی مرمت میں۔ بہت فرق ہے۔ خدائی قوانین عام فہم اور
آسانی سے سمجھ میں آ جاتے ہیں۔ جبکہ انسانی علوم مشکل ہوتے ہیں! جیسے الجبرا،
جیومیٹری اور حساب وغیرہ!

خدا نے انسان کو دو نعمتیں۔ بہت اچھی دی ہیں۔ ایک قوت حیات اور دوسری
"عقل"

آسان قسطوں میں طب آرگینن کو سمجھنے کی کوشش کریں تو سورا اور قیاس کی
کیفیت ذہن سے ختم ہو جائے گی اور بٹا (1/3) ضرب X تقسیم۔ تفریق (_) اور
حسابی سیٹ (2,4,6,8,10) کو علاج بالمثل میں شامل نہ کریں گے اور اس کی
صداقت کا عملی اقرار خاموشی کے ساتھ کرتے رہیں گے! علاج بالمثل کے آرگینن کی
سچائی کو مان لینا چاہئے۔ ایلوپیتھی اور یونانی بالضد کی طرح متضاد علاج کی ضد نہیں
کرنی چاہئے۔ اس طرح ذہن، قوت حیات اور علم پر اور زیادہ خلل پڑتا ہے۔ شکریہ۔
! اگر کوئی آئینی، قانونی اور ادبی بات اچھی نہ لگی ہو تو وعدہ کرتے ہیں پھر آپ کے
کہنے پر بھی جواب نہ لکھیں گے۔

خیر طالب

ڈاکٹر لقمان پرسی صاحب کی تنقید پر میرا تبصرہ

محترم لقمان پرسی صاحب نے اپنے تنقیدی خط میں مندرجہ ذیل اعتراضات اٹھائے ہیں۔ میں باری باری ان کا جواب دیتا ہوں۔

۱۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ ہومیو پیتھی اپنے اندر علاج بالضد کو بھی رکھتی ہے۔ آرگینن کی شق نمبر ۵۲ کا حوالہ

۲۔ ڈاکٹر گلزار کس قدر قیاسی باتیں لکھ دیتے ہیں۔

۳۔ میڈیکل سائنس کوئی سائنس نہیں۔

۴۔ قاری کو مضمون نویس کے برابر سمجھ ہوتی ہے۔

۵۔ مرض قوت حیات کے خلل کا نام ہے جسم کے خلل کا نام نہیں۔

۶۔ الجبرا اور جیومیٹری وغیرہ تو مادی چیزوں کے لئے ہے۔ جبکہ قوت حیات غیر مادی اور نادیدنی ہے۔

۷۔ قوت حیات کے بگاڑ کو دواؤں کے غیر مادی اثرات سے درست کیا جاتا ہے۔ شق نمبر ۱۶

۸۔ شق نمبر ۵۳۔ ہومیو پیتھی علاج قانون قدرت پر مبنی ہے اور اکیلا ہی عمدہ ثابت ہوا ہے۔

۹۔ ہانمن کی شقوں کا جواب ڈاکٹر گلزار سوچ کر دیں

۱۰۔ ضد اور عمل ورد عمل جسم پر لاگو نہیں ہوتے۔ ہانمن نے جسم کی بات ہی نہیں کی۔

۱۱۔ مخصوص لاتن کیا ہوتی ہے اور مخصوص مقامات کیا ہوتے ہیں۔

۱۲۔ قارئین کو کیوں فرض کراتے ہیں خود فرض کریں۔

۱۳۔ آرگینن ایک مکمل ضابطہ صحت ہے۔

۱۴۔ قوت حیات یا جسم نہیں بلکہ صرف قوت حیات کی بات کریں۔

۱۵۔ خدائی قوانین عام فہم اور انسانی علوم مشکل ہوتے ہیں۔

۱۶۔ اگر ڈاکٹر گلزار آرگینن کو سمجھنے کی کوشش کریں تو سورا اور قیاس کی کیفیت ختم ہو جائے گی۔

میں نے لقمان پرسی صاحب کے خط کا جواب اس لئے نہیں دیا تھا کہ ایک تو وہ ذرا گرم طبیعت کے آدمی ہیں اور دوسرے یہ کہ وہ آرگینن کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کرتے۔ چونکہ ان کے اٹھائے گئے سوالوں کے جوابات سے نوجوان ڈاکٹرز اور طلباء کا فائدہ ہو گا اس لئے میں ان کے اعتراضات کے جوابات دے رہا ہوں۔

۱۔ ڈاکٹر ہانمن کے ذہن میں سنکونا کھانے کی ترکیب میڈیا میڈیکا کا ترجمہ کرتے وقت آئی یا انہیں یہ آئیڈیا طب یونانی کی کتابوں سے ملا، یہ میں نہیں جانتا لیکن اتنا جانتا ہوں کہ انہیں ایک تجربہ ہاتھ آیا تھا تھیوری نہیں۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے نیوٹن نے سیب کو زمین کی طرف آتے دیکھا تھا مگر نہ نیوٹن کے پاس، نہ آج کے سائنس دانوں کے پاس اور نہ آپ کے پاس اس سوال کا جواب ہے کہ زمین میں کشش ثقل کیوں ہے؟ نہ ہی ڈاکٹر ہانمن اور نہ ہی اب تک کوئی ہومیو پیتھ اس سوال کا جواب دے سکا

ہے کہ مماثل دوا کس طرح آرام دیتی ہے؟ اگر کوئی طالب علم یہ سوال پوچھتا ہے تو اسے پریکٹیکل میں فیل کر دیا جاتا ہے۔

اگر ایک آدمی کو پہلے ہی دست لگے ہوتے ہوں اور اسے اوپر سے پھر ایلوز ہی کھانے کو کہا جائے تو وہ انکار کر دے گا۔ مماثل اشیاء ایک دوسری کے فعل کو تیز کرتی ہیں پھر ہومیو پیتھک دوا مماثل ہو کر کس طرح آرام دیتی ہے؟ اگر ڈاکٹر ہانمن کے پاس اس سوال کا جواب ہوتا تو وہ سارا کچھ قوت حیات کے کھاتے میں نہ ڈالتے بلکہ اپنے تجربے کی معقول وضاحت کرتے۔ ڈاکٹر ہانمن کی بالمثل قانون کی یہ وضاحت بہت بڑا مذاق ہے کہ "مصنوعی یا دوائیہ مرض اصل مرض پر حاوی ہو کر اسے ختم کر دیتا ہے اور پھر خود بھی ختم ہو جاتا ہے۔" یہ ہومیو پیتھک طلباء ہی ہیں جو فیل ہونے کے خوف سے اس سوال کا جواب نہیں طلب کرتے ورنہ یہ تشریح کسی کے سامنے کر کے تو دیکھیں وہ آپ کا بھی مذاق اڑائے گا اور آپ کی ہومیو پیتھی کا بھی۔

ہومیو پیتھک ڈاکٹر کو جب اپنی بالمثل کا ہی نہیں پتہ تو وہ بالضد کو کیا جانے گا۔ مجھے کبھی کبھی بڑی حیرت ہوتی ہے کہ ہومیو پیتھی نے ہمیں روٹی کمانے کے بے شمار ذرائع دے دیئے لیکن اس بے چاری کو کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ ہے کیا؟

آپ ٹھنڈے پانی سے نہاتے ہیں آپ کا جسم بعد میں گرم ہو جاتا ہے۔ گرم پانی سے نہاتے ہیں جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ جیلسی میم مئی جون کے گرمی کے بخار کی بھی دوا ہے اور مرطوب موسم کے بخار کی بھی۔ آپ تھوجا سوزاک جیسی گرم علامت پر بھی دیتے ہیں اور سردی کے دمہ اور گنٹھیا پر بھی۔ وراٹرم البم میں دست بھی پائے جاتے ہیں اور قبض بھی۔ کلکریا فلور میں نرمی بھی پائی جاتی ہے اور سختی بھی۔ رسٹاکس

مرطوب موسم کی بھی دوا ہے اور گرمی کے ٹائی فائڈ کی بھی۔ گرمی سے سارے جسم پر آماس آتا ہے تو بھی فاسفورس اور سردی سے نمونیا ہوتا ہے تو بھی فاسفورس۔ اب خود انصاف کریں کہ کیا ہومیو پیتھی بالضد سے بحث نہیں کرتی۔ فاسفورس ایک گرم دوا ہے اور گرمی کے بالمثل ہے۔ یا تو اسے کہیں کہ وہ رد عمل نہ ہونے دے جو سردی پر منتج ہوتا ہے اور یا پھر یہ تسلیم کر لیں کہ جب فاسفورس نمونیا پر دی جاتی ہے تو بالمثل بھی ہوتی ہے اور بالضد بھی۔ بالمثل اس لئے کہ اس کے رد عمل میں ہی نمونیا ہوتا ہے اور بالضد اس لئے کہ مزاجاً گرم ہے اور نمونیا جیسے سردی کے مرض کی دوا ہے۔ سلفر کا پرائمری یا ذاتی ایکشن جسم میں آگ لگا دیتا ہے پھر اس میں سردی کی علامت کہاں سے آ جاتی ہے۔ کیمفر سرد دوا ہے سلفر گرم دوا ہے دونوں میں سن یا س کے Flushes of Heat کہاں سے آ جاتے ہیں۔؟

آپ کو سوچنا پڑے گا کہ آپ میٹریا میڈیکا میں موجود علامات تک کیوں محدود ہیں؟ کوئی بھی میڈیا میڈیکا اٹھا کر دیکھ لیں۔ آپ کو کوئی دوا سردی سے بحث کرتی نظر آئے گی جیسے کہ فاسفورس۔ جبکہ وہ فطرتاً گرم دوا ہے۔ کوئی دوا گرمی سے بحث کرتی نظر آئے گی جیسے کہ سلفر، جو ہے ہی گرم۔ کوئی دوا سردی سے بھی بحث کرتی نظر آئے گی اور گرمی سے بھی جیسے کہ برائی اونیا۔ آپ جانتے ہیں کہ رسٹاکس کا تریاق اونچی طاقت میں رسٹاکس ہی ہے۔ یہ اس لئے کہ رسٹاکس کا پرائمری ایکشن مریض کے کلینک تک پہنچنے سے پہلے ختم ہو چکا ہوتا ہے اور مریض سیکنڈری ایکشن کے ساتھ کلینک پر آتا ہے۔ ہمارا کوئی بھی میٹریا میڈیکا کسی ایک بھی دوا کی ۱۰ فیصد سے زیادہ علامات سے بحث نہیں کرتا۔ پھر اس میں یہ کوئی ذکر ہی نہیں کہ کسی دوا کی

پرائمری علامات کون کون سی ہیں اور سیکنڈری کون کونسی۔ ایک اور بات! کاسٹی کم کا مریض ہر چیز کا تاریک پہلو دیکھتا ہے۔ اگر مختلف شعبہ ہائے زندگی اور مختلف معاشروں سے ایک ہزار کاسٹی کم کے مریض لئے جائیں تو ہمیں ایک لاکھ کاسٹی کم کی علامات ملیں گی جو بیوی سے بیزار ہے وہ اور علامات لئے پھر رہا ہو گا اور جو معاشرے سے بے زار ہے وہ اور۔

ذرا اس لڑکی کو دیکھئے جس نے کسی کی شادی پر بہت سارا سونے کا زیور پہنا ہوا ہوتا ہے۔ وہ کتنی خوش ہوتی ہے۔ اگر اسے کچھ ہو جائے تو آپ خوشی کی علامات پر کافیا دیں گے اور اگر شادی گزر جانے کے بعد اس پر مایوسی کی کیفیت طاری ہو تو آپ اورم میٹ دیتے ہیں۔ سونا اور کافیا دونوں دل کے عضلات کو تحریک دیتے ہیں۔ کافیا آپ کو یاد ہوتی ہے کیونکہ آپ نے کافیا کا پڑھ رکھا ہے اورم میٹ آپ کو یاد نہیں ہوتی کیونکہ آپ نے اورم میٹ میں صرف غم گینی اور مایوسی ہی پڑھی ہے جو کہ اورم میٹ کا ذاتی ایکشن ہی نہیں۔ اورم میٹ اس وقت بھی دوا ہوتی ہے جب کافیا کی طرح دل خوش ہوتا ہے۔ یہ اورم میٹ کا پرائمری ایکشن ہوتا ہے۔ غمگینی اور مایوسی اس کے سیکنڈری ایکشن میں ہوتی ہے اور وہ سیکنڈری ایکشن کسی اور دوا مثلاً نیٹرم میور کا پرائمری ایکشن ہوتا ہے۔

۲۔ قیاسی باتوں کا جہاں تک تعلق ہے اس کے جواب کے لئے ایک پوری کتاب چاہئے۔ میں جو مختصراً تفصیل آپ کو دے رہا ہوں اس کے لئے مجھے کیناب انڈیکا سمجھ کر معاف کر دیجئے گا۔

انسانوں کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔ سب سے اونچی سطح کے انسان انبیاء ہوتے ہیں

جنہیں وحی ملتی ہے۔ اس سے نچلے درجے کے انسان فلاسفر ہوتے ہیں۔ یہ لوگ پہلے کائنات پر غور و فکر کرتے ہیں اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔ ان قیاس آرائیوں کو Hypothesis کہا جاتا ہے اور پھر دو اور دو چار والی Deduction نکالتے ہیں۔ تیسرے درجے کے انسان سائنس دان ہوتے ہیں یہ لوگ فلاسفر کی Deductions کو تجربات سے پرکھتے ہیں اور Inductions نکالتے ہیں۔ چوتھا اور سب سے نچلا درجہ پروفیسروں کا ہوتا ہے اس میں وکیل، جج، ڈاکٹر، پروفیسر، کسان، مزدور اور آفیسر وغیرہ آتے ہیں۔ آپ ان کو عوامی طبقہ کہہ سکتے ہیں۔ ان کی اپنی سوچ نہیں ہوتی۔ وکیل بنے بنائے قانون کے تحت کیس لڑتا ہے، جج بنے بنائے قانون کے تحت فیصلہ کرتا ہے اور پروفیسر وہی کچھ پڑھاتا ہے جو نصاب میں ہوتا ہے۔

نبی کائناتی قوانین کی اصل تصویر پیش کرتا ہے۔ فلاسفر سب سے پہلے اس پر ایمان لے آتا ہے پھر سائنس دان ایمان لے آتا ہے اور جب سائنس دان ثابت کر دیتا ہے تو تب جا کر عوامی طبقے کی سوچ بدلتی ہے۔ نبی کا کام سب سے زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ فلاسفر چونکہ اتنا پاکیزہ نہیں ہوتا اس لئے اسے اصل تصویر نہیں ملتی۔ اس کی قسمت میں ساری زندگی کا کل سرمایہ کچھ قیاس، کچھ شکوک اور کچھ Deductions ہوتی ہیں۔ چونکہ کائنات کی تمام چھوٹی بڑی اشیاء پر قوانین ایک ہی جیسے لاگو ہوتے ہیں اس لئے فلاسفر کی ایک Deduction سائنس دان کی ہزاروں Inductions پر بھاری ہوتی ہے۔ Deduction تمثیل کی طرح ہوتی ہے جو ہر مماثل جگہ فٹ ہو جاتی ہے اور Induction کہانی کی طرح ہوتی ہے جس کا

ایک انجام ہوتا ہے۔ سائنس دان کی Induction پھر فلاسفر کی Deduction بن جاتی ہے۔

بچہ جب ہوش سنبھالتا ہے تو وہ بھی پہلے اپنے معاشرے کے رواجوں پر قیاس کرتا ہے۔ بتوں کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوتا ہے کہ جس بت پر کتا پیشاب کر جائے اور وہ اپنے آپ کو بچا نہ سکے تو وہ کیسے خدا ہو سکتا ہے؟ وہ سوچتا ہے کہ یہ کائنات کیا ہے؟ وہ کیا ہے؟ اس کی تخلیق کیسے ہوئی اور کس نے کی؟ میں نے Induction سے حاصل کی ہوئی Deduction دی ہے کہ جب کائنات میں ہر چیز کی ضد موجود ہے اور عمل کا ردعمل ہے تو اگر ایک دوا دست لاتی ہے تو دوسری دوا قبض بھی کرتی ہے۔ ایک دوا کا ردعمل کسی دوسری دوا کا عمل ہوتا ہے۔ میں نے اس مضمون میں Hypothesis نہیں دیا بلکہ ایک Deduction دی ہے جو ثابت شدہ Induction بھی ہے۔

۳۔ میڈیکل سائنس بھی بیالوجی، معاشیات اور نفسیات کی طرح ایک سائنس ہے جس کو لقمان پرسی صاحب نے ایلوپیتھی سے نفرت اور تعصب کی بناء پر ایلوپیتھی سمجھ لیا۔ قارئین! بنیادی طور پر سائنس ان قوانین کا مجموعہ ہے جن کے تحت یہ کائنات بنی اور چل رہی ہے۔ اسی کو قرآن حکیم نے دین کہا ہے اور چونکہ یہ دین امن اور تحفظ فراہم کرتا ہے اس لئے اس کو دین اسلام کہا ہے۔ یہ سائنس یا (دین) زندگی کے ہر شعبہ پر ایک ہی طرح سے لاگو ہوتی ہے خواہ وہ شعبہ بیالوجی کا ہو یا اخلاقیات کا۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرتی قوانین بھی مادہ اور کائنات سے ہی بحث کرتے ہیں۔ آپ میرے حصے کا سیب کھائیں گے تو میرے ہاتھ میں چھرا آ جائے

گا۔ یہ سوال بظاہر اتنا اہم نہیں تھا لیکن اس کی وضاحت آپ کو یہ بتانے کے لئے کی ہے کہ Set Of Laws ایک ہی ہے جو معاشیات کے لئے بھی وہی ہے، بیالوجی کے لئے بھی وہی اور اخلاقیات کے لئے بھی وہی۔ ایک بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ معاشیات ہو یا بیالوجی، ہر ایک کی ایک کیمسٹری یا بناوٹ ہوتی ہے اور ایک فزکس ہوتی ہے۔

۴۔ قارئین کرام! قاری کو مضمون نویس کے برابر سمجھ نہیں ہوتی۔ کیا آپ گائٹن کی فزیالوجی کا ایک بھی باب پڑھ کر گائٹن جتنا سمجھ جاتے ہیں۔ ایک ہی کتاب ہوتی ہے کسی کے اوپر سے گزر جاتی ہے کوئی پانچ فیصد سمجھ پاتا ہے کوئی ستر فیصد کوئی سو فیصد اور کوئی اس کتاب میں سے وہ کچھ نکال لیتا ہے جس کا کتاب لکھنے والے کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہوتا۔

۵۔ "مرض قوت حیات کے خلل کا نام ہے" یہ جملہ پڑھ پڑھ کر میری آنکھیں تھک گئی ہیں اور سن سن کر کان پک گئے ہیں۔ کیا آپ میں سے کوئی ہے جو یہ بتا سکے کہ قوت حیات ہے کیا؟ کائنات قوانین کے تحت بنی ہے۔ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں جس پر قوانین لاگو نہ ہوتے ہوں۔ جس چیز پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا اس چیز کا کوئی وجود ہی نہیں ہوتا۔

میں Universalism کا قائل ہوں۔ میرے نزدیک تمام انسانوں کا مذہب ایک ہے اور وہ ہے قوانین قدرت کی پابندی۔ آنے والا دور قرآن حکیم کا دور ہے۔ انسان آہستہ آہستہ قرآن حکیم کے قریب تر ہوتا جا رہا ہے اور بڑی جلدی تمام دنیا کے انسان ایک دین کے پیروکار بن جائیں گے۔ یہ ان کی مجبوری ہوگی۔ اگر اس طرح نہیں کریں گے تو جنگل کا قانون انہیں تباہ کر دے گا۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے اور میں یہ جان گیا ہوں کہ نبی باقی انسانوں سے سائنسی قوانین ہی کی روشنی میں افضل ہوتا ہے اور میں نبی اکرمؐ کا تمام انسانوں سے افضل ہونا بھی سائنسی دلائل کے ساتھ ثابت کر سکتا ہوں۔ اس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں اشارتاً بتائے دیتا ہوں کہ اس سوال کا جواب حسن ترکیب اور Variety کے تحت ملتا ہے۔ حسن ترکیب کی بنا پر انسان باقی تمام جانداروں سے افضل ہے اور Variety کے قانون کے تحت بلندی کا جو مقام ایک شخص لے سکتا ہے وہ کوئی دوسرا نہیں لے سکتا۔ وہ مقام نبی اکرمؐ کے حصے میں آیا۔ اب زندگی اتنی آگے بڑھ گئی ہے کہ کسی انسان کے لئے معاشیات کا نبی ہونا بھی ممکن نہیں کجا یہ کہ وہ تمام شعبوں پر حاوی ہو جیسا کہ نبی اکرمؐ حاوی ہیں۔

اللہ کی سائنس دلیل کے ساتھ بات کرتی ہے۔ قرآن حکیم کافروں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے "اگر تم سچے ہو تو دلیل لاؤ" اگر وہ دلیل مانگتا ہے تو دلیل سے ہی بات کرتا بھی ہے۔ اللہ کی سائنس (دین) مطالعہ، مشاہدہ اور تجربہ سے بحث کرتی ہے جس کو اس نے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کہا ہے۔ اگر آپ کے پاس قوت حیات یا روح کا کوئی ثبوت ہے تو سامنے آئیے۔ چونکہ میری تحریریں صرف مسلمانوں کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ تمام انسانوں کے لئے ہوتی ہیں اس لئے اگر کوئی قرآن حکیم کو نہیں مانتا تو کائنات سے ثبوت دے جو غیر متبدل قوانین کے تحت رواں دواں ہے۔ مجھے قوت حیات کی ہستی کا ثبوت چاہئے۔

ڈاکٹر ہانمن کو جب دوا کے پرائمری اور سیکنڈری کو نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے علاج میں دشواریاں پیش آئیں اور انہوں نے دوا کو قلیل کیا تو انہوں نے ایک

Hypothesis دے دیا کہ Vital Force ایک غیر مادی شے ہے اس لئے وہ لطیف اور غیر مادی دوا کو قبول کرتی ہے۔ حیرت ہے کہ قوت حیات بیمار تو ہوتی ہے کروڑ دوا سے بھی اور صحت یاب ہوتی ہے غیر مادی دوا سے۔ ذرا یہ بھی غور کیجئے کہ جیلسی میم کا مریض آفیسر کی کال سنتا ہے اور اسے لیٹرین کی حاجت ہو جاتی ہے وہاں کونسی مادی دوا ہوتی ہے اور غصے سے جب بدہضمی ہوتی ہے یا محبت میں مایوسی سے جب السر ہوتا ہے تو دودھ کیا غیر مادی ہے جو آرام دیتا ہے؟

کیا مرد کا براہم بے جان ہوتا ہے؟ کیا عورت کا بیضہ مردہ ہوتا ہے؟ کیا انکوٹ میں روح نہیں ہوتی۔ ہوتی پھر وہ کونسی روح ہے جو چوتھے ماہ بچے میں آتی ہے۔

پیارے قارئین! قرآن حکیم نے جو اپنی روح کے نفخ کی بات کی ہے وہ Conscious ہے عربی لغت میں روح کے معنی ہوا بھی ہیں، حرکت بھی، امر بھی۔ عربی روح کا لفظ جہاں جہاں بھی قرآن حکیم میں آیا ہے موقع محل کی مناسبت سے اس کے الگ الگ معنی ہیں۔

مرنے کے بعد قوت حیات یا روح پرواز کر جاتی ہے۔ کیا کسی کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے؟ روح یا قوت حیات کی پوری تفصیل میں اپنی کتاب "قوت حیات کیا ہے" میں دوں گا۔ اس کتاب میں روح سے بحث کرنے والے فلاسفرز کے تمام مکاتب فکر کے خیالات سے بحث کی گئی ہے۔ یہاں صرف مختصر سی وضاحت کر دوں کہ علت اور معلول آپس میں مربوط ہوتے ہیں اور ان کے درمیان کوئی گیپ نہیں ہوتا جہاں سے کوئی تیسری چیز آ جا سکے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے قوانین کے تحت انسان کو دوبارہ زندہ کرنا مشکل نہیں۔ تھوڑی سی دشواریاں ہیں اور پھر میری کوئی مدد بھی نہیں

کرتا۔ اگر زندگی رہی تو ثابت کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کن قوانین کے تحت انسان کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ یہ میرا ایمان ہے کہ اللہ اپنا کوئی بھی کام بے اصولا ہو کر نہیں کرتا۔ کائنات اللہ تعالیٰ کی Manisfestation ہے اور اللہ ایک ہے دو نہیں۔ یہ بات بھی میں سائنسی طور پر ثابت کر سکتا ہوں۔

اللہ کی Manifestation صرف اور صرف مادہ ہے جس کے چار روپ ہیں۔ مادہ، عقل، شعور، فہم، ادراک، رنگ، بو اور مزاج رکھتا ہے۔ سارا کچھ اس کے اندر ہے۔ آپ اللہ کو نہ ماننے والے مادہ پرست کو بے شک بے شرم کہیں لیکن مادہ تو اللہ کی تخلیق اور Manifestation ہے، ملا کی بات میں آکر اسے کیوں برا بھلا کہتے ہیں۔

قوت حیات جسم کے خلیات کی مجموعی منظم قوت یا کارکردگی کا نام ہے۔ مادہ سے باہر قوت حیات کا کوئی وجود نہیں۔ کبھی وقت آیا تو وحی کی سائنسی حقیقت آپ کو بتاتے ہوئے واضح کروں گا کہ اللہ کس طرح نبی کے اندر بولتا ہے؟ خدائی زبان کیا ہے؟ عربی زبان کیا ہے اور حروف مقطعات کیا ہیں؟ کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ جب آپ کو "میں" کی آواز گلی میں سنائی دیتی ہے تو دیکھے بغیر آپ کہہ دیتے ہیں کہ گلی میں بکری ہے۔

یاد رکھئے نہ مادہ توانائی میں بدلتا ہے اور نہ توانائی مادہ میں بدلتی ہے۔ یہ غلط فہمی انسانوں کو اربعہ عناصر کو نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے ہے۔ براہ کرم اس غیر سائنسی اور غیر منطقی قوت حیات کا پیچھا چھوڑیئے اور مادہ کی کیمسٹری اور فزکس سے بحث کیجئے۔

۶۔ محترم قارئین! اب میرا اور آپ کا تعلق تو بن ہی گیا ہے۔ اگر زندگی نے ساتھ دیا تو ثابت کروں گا کہ کائنات کا پلان اور مشین دونوں کی بنیادی طور پر بحث ہی جیومیٹری سے ہے۔ محدب عدسہ آپ کو صاف طور پر بتاتا ہے کہ اگر تمام مادہ کو روشنی میں بدل دیا جائے تو سارے کا سارا مادہ ایک نقطہ پر آ جائے گا۔ قرآن حکیم نے جو لفظ راجعون استعمال کیا ہے وہ دائرے میں واپسی ہے۔ بڑے سے بڑے جیومیٹری دانوں سے پوچھ لیجئے۔ ساری کی ساری شکلیں دائرے میں بنتی ہیں، اگر آپ دائرے کے اندر آٹھ لکیریں کھینچ لیں اور پھر انہیں آپس میں ملاتے جائیں تو آپ کو دائرے میں ایک ڈائمنڈ ملے گا۔ کائنات کی تمام اناٹومی اور فزیالوجی اس دائرے میں بند ہے۔ یقین نہیں آتا تو بنا کر دیکھ لیجئے۔ میں کتنی سالوں سے اس دائرہ پر کام کر رہا ہوں۔ میری راتوں کی نیندیں بھی حرام ہو گئی ہیں۔ میں نے کائنات کی تمام چھوٹی بڑی اشیاء کی اناٹومی اور فزیالوجی کو دائرے میں بند کر کے اکیسویں صدی کے سامنے پیش کرنا ہے۔

۷۔ قوت حیات کے بگاڑ کو دواؤں کے غیر مادی اثرات سے درست کیا جاتا ہے۔ اس کا جواب تو میں دے ہی چکا ہوں۔ اس سوال کا مفصل جواب آپ کو میری کتاب "ہومیو پیتھک دوا مادی ہے" میں ملے گا۔؟ کیا اثر ناٹ کمرے سے آپ کی آواز کمرے سے باہر کھڑے شخص تک پہنچ سکتی ہے؟ کیا دو آدمیوں کے درمیان فضا یا میڈیا مادی واسطہ نہیں؟ میں اس کی وضاحت اپنی پہلی کتاب ڈیزیز اینڈ میڈیسن کے حرف اول میں دے چکا ہوں کہ میڈیا یا وہیکل کے کان بھی ہوتے ہیں اور زبان بھی ہوتی ہے۔ کائنات میں کوئی بھی دو اشیاء کے درمیان رابطہ غیر مادی طور پر نہیں

ہوتا۔ جتنا جی چاہے غور کر لیجیے۔

۸۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہومیو پیتھی علاج قوانین قدرت پر مبنی ہے لیکن
کیا یہ غیر منطقی قوت حیات، میازموں کی فضول تھیوری اور علامت اور دوا تک ہی
محدود ہے۔ ڈاکٹر ہانمن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی اور انہوں نے تجرباتی طور پر
مماثلت کا قانون ڈھونڈ لیا۔ وہ تھیوری کو نہ پا سکے اور آج تک ہومیو پیتھک ڈاکٹر
قوت حیات میں پناہ ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ جو بات ہوتی ہے وہ قوت حیات اور
میازموں کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ ہومیو پیتھی نہیں بلکہ پنسار ہے جو ہومیو
پیتھ اپناتے پھرتے ہیں۔ ہانمن کی شان میں قصیدوں کے سوا ہومیو پیتھ کے پاس
ہے ہی کیا؟ اور افسانے "میرے پاس ایک مریض آیا فلاں فلاں علامات تھیں فلاں
دوا دی اور وہ ٹھیک ہو گیا" ہومیو پیتھی نے تو میری راتوں کی نیندیں حرام کر رکھی
ہیں۔ یہ اتنی ساری تو نہیں کہ جس کو نا کام کلینک والا پروفیسر سمجھا سکے اور سال بعد
شکل دکھانے والا طالب علم سمجھ سکے۔

اگر ہومیو پیتھی قوانین قدرت پر مبنی ہے تو پھر وہ بالمثل سے بھی بحث کرتی ہے
بالضد سے بھی، عمل سے بھی اور رد عمل سے بھی۔

۹۔ ہانمن کی شقوں کا ڈاکٹر گلزار کیا سوچ کر جواب دے؟ ڈاکٹر ہانمن کو بالمثل
قانون حادثاتی یا تجرباتی طور پر ملا جس کی وہ وضاحت نہ کر سکے۔ ادویہ کے پرائمری
اور سیکنڈری ایکشن سے ناواقفیت کی بنا۔ پر جب جریان خون پر چانتا دیتے تو تکلیف
بڑھ جاتی اور ملیریا بخار پر چانتا دیتے تو آرام آ جاتا۔ دوا کو تقلیل کیا تو نتائج بہتر نکلے
لیکن وہ تقلیل دوا کی تھیوری بھی نہ جانتے تھے۔ آج تک لوگ ٹکریں مارتے پھر رہے

ہیں کسی کو پوٹینسی دوا کی سمجھ نہیں آرہی کہ وہ ہے کیا اور آرام کس طرح دیتی ہے۔؟
آپ کو پہلے سوال کا جواب "ہومیو پیتھک دوا مادی ہے" میں ملے گا اور دوسرے
سوال کا جواب "ہومیو پیتھی کی تعریف" میں ملے گا۔ میں آپ کو پیشگی اطلاع دے
دوں کہ Similia Similibus Curenter ہومیو پیتھی کی جامع تعریف نہیں
ہے۔ اب بتائیں کہ آرگینن کی شقوں میں کیا رہ جاتا ہے جس کا ڈاکٹر گلزار سوچ کر

۱۰۔ اس سوال کا جواب میں پہلے ہی دے چکا ہوں۔ قارئین! یاد رکھئے کہ
عمل اور رد عمل خلیہ کے اندر ایٹم، الیکٹران اور پروٹان کی سطح تک ہوتے ہیں۔ آپ
اپنی جان چھڑانے کے لئے سارا کچھ قوت حیات کے کھاتے میں نہیں ڈال سکتے۔ ڈاکٹر
ہانمن کا زمانہ دو سو سال پہلے کا تھا۔ انہیں یہ باتیں کہنے کا حق تھا لیکن ہمیں حق نہیں
پہنچتا۔ لقمان صاحب فرماتے ہیں کہ جسم کی بات ہانمن نے نہیں کی۔ ڈاکٹر ہانمن ان
انسانوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے لیکن نہ وہ نبی تھے اور نہ
آرگینن آسمانی صحیفہ ہے۔

۱۱۔ مضمون شائع ہو جانے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ ہومیو پیتھک ڈاکٹر
مخصوص لاتن کو نہیں سمجھتے۔ مخصوص لاتن اور مخصوص مقامات کی وضاحت آپ کو
تھوڑی سی محمد عرفان صاحب کو لکھے گئے خط میں مل جاتے گی جہاں میں نے مفرد
اعضاء کی بات ہے۔

۱۲۔ فرض کرنے والی بات کا جواب قیاس والے جواب میں دیا گیا ہے۔ میں نے
مضمون میں آپ کو فرض ہی کرانا تھا۔ کوئی مریض تو آپ کے سامنے لے جا کر نہیں

بٹھاتا تھا۔ میں تو خود حیران ہوں کہ وہ سیٹ جو مجھے میٹرک میں آتے ہی نہیں تھے
انہوں نے ہومیو پیتھی کی وضاحت کر دی۔

۱۳۔ آرگینن ایک مکمل ضابطہ صحت ہے۔ کتنی ضابطہ صحت ہے؟ اس کے
بارے میں سابقہ اوراق میں آپ کو پتہ چل ہی گیا۔

۱۴۔ قوت حیات یا جسم۔ یہ دونوں الفاظ میں نے جان بوجھ کر اکٹھے استعمال کیے
تھے۔ جسم میرا لفظ تھا اور قوت حیات ہومیو پیتھک ڈاکٹر کا۔ آج بھی مجھے بہت
سارے موقعوں پر قوت حیات کا لفظ بولنا پڑتا ہے کیونکہ اس کے بغیر ہومیو پیتھ کے
پلے ہی کچھ نہیں پڑتا۔ اسی طرح بہت سارے موقعوں پر مجھے لفظ مرض استعمال کرنا
پڑتا ہے۔ جبکہ میں مرض کا نہیں مریض کا قائل ہوں۔

۱۵۔ خدائی قوانین عام فہم اور انسانی علوم مشکل ہوتے ہیں۔ انسانی علوم کہاں سے
آ گئے۔ کیمسٹری اور فزکس تو اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ انسان نے کون سے قانون
بنائے۔ وہ تو بے چارہ انہیں ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔ اگر خدائی قوانین اتنے آسان ہیں تو
لقمان صاحب مجھے کائنات کی اناٹومی اور فزیالوجی کیوں نہیں سمجھا دیتے۔ میں
۱۹۸۲ سے ٹکریں مارتا پھر رہا ہوں۔

۱۶۔ سورا اور دوسرے میازموں کو میں ہیر رانجھے کی کہانی کہا کرتا ہوں جس میں
کوئی حقیقت ہی نہیں۔ کبھی کبھی تو میری ہنسی نکل جاتی ہے کہ اس ہیر رانجھے کی
کہانی پر ہر زبان میں ہزاروں کتب لکھی جا چکی ہے۔ ڈاکٹر ہانمن نے سورا کا آئیڈیا آدم
و حوا اور ہابیل و قابیل کے قصہ سے لیا اور کھجلی کشتی نوحؑ میں پاخانہ کرنے والوں سے
لی۔ باقی دو میازم طب یونانی یا ایلو پیتھی سے لئے۔ اگر آپ ہینیمن کے تینوں قوانین

کی حقیقت کو سمجھ جائیں تو میازموں کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔

غیر مادی دوا کی رٹ لگانے والو! کیا آپ کا مدر ٹنکچر غیر مادی ہوتا ہے؟

ڈاکٹر محمد عرفان قریشی صاحب کی تنقید

ایک مریض

کی دو مفرد ادویات

"معالج" فروری ۹۳ میں شائع ڈاکٹر گلزار احمد صاحب لاہور کے مضمون "ایک مریض کی دو مفرد ادویات" کا منطقی اور سائنسی حقائق کی روشنی میں تجزیہ کیا جانا ضروری ہے تاکہ وہ حقائق سامنے آ سکیں جو اس مضمون کی تحریر کے وقت غیر ارادی طور پر مصنف کے پیش نظر نہ رہ سکے۔

علم کی دنیا میں یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ مسلمہ اصولوں کو مفروضات یا تصورات کی بنا۔ پر نہ تو توڑا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان میں کوئی معمول سے تبدیلی لائی جا سکتی ہے تاآنکہ درست مشاہدات اور تجربات کے بعد حاصل کردہ نتائج کی روشنی میں تسلیم شدہ اصولوں کو باطل ثابت نہیں کر دیا جاتا۔ یہی شرائط نئے اصولوں کی تخلیق کے لئے پوری کرنا ضرری ہوتی ہیں۔ چنانچہ کوئی نیا نظریہ بھی صرف اس وقت قابل قبول ہو سکتا ہے جب اس کے اجزاء تسلیم شدہ اصولوں سے متصادم نہ ہوتے ہوں ورنہ وہ نظریہ باطل اور گمراہ کن ہو گا۔ آئیے اب اس نظریے کا جائزہ لیں جو اس مضمون میں پیش کیا گیا ہے۔

منطقی اور سائنسی اعتبار سے اس مضمون کے عنوان کے اجزاء غلط ہیں ایک مریض کی "مفرد" دوا صرف اس وقت کہلاتی ہے جب وہ "بالمثل" ہو جو صرف ایک ہوتی ہے ایک سے زائد دوائیں نہ تو بالمثل ہو سکتی ہیں اور نہ ہی مفرد کہلائی جا سکتی ہیں اس لئے مضمون کا عنوان "ایک مریض کی دو مفرد ادویات" ہومیو پیتھی کے سائنسی اصولوں سے متصادم ہونے کی وجہ سے غلط ہے۔ منطقی اعتبار سے بھی "مفرد" کے ساتھ "دو" لکھنا غلط ہے یہ ایک تکلیف دہ بات ہے کہ ہومیو پیتھی کے بارے میں کوئی نظریہ پیش کیا جائے اور اس کے عنوان سے ہی مسلمہ اصولوں سے انحراف ظاہر ہوتا ہو خواہ غیر ارادی طور پر ہی سہی لیکن میڈیکل سائنس اور انسانی صحت پر گفتگو انتہائی احتیاط کا تقاضہ کرتی ہے اور اگر عنوان کا انتخاب سوچ سمجھ کر کیا گیا تو یہ ہومیو پیتھی کے بنیادی اصولوں سے عدم فہمی کا ثبوت ہے۔

"عمل اور ردعمل مساوی مگر مخالف ہوتے ہیں" نیوٹن کا تیسرا قانون حرکت ہے جس کا اطلاق انسانی جسم پر نہیں ہوتا کیونکہ حساسیت اور قبولیت استعداد میں تفریق کی وجہ سے ایک دوا کے مختلف انسانوں پر مختلف اثرات ہوتے ہیں لازمی طور پر یکساں اور مخالف نہیں ہوتے۔ علاوہ ازیں دواؤں کے جو اثرات "عمل اور ردِعمل" کے حوالے سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ علاج بالضد میں خام حالت کی بڑی خوراکوں میں استعمال کی جانے والی دواؤں کے اثرات سے مشابہہ ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہومیو پیتھی میں تو دی جانے والی دواؤں کی مقدار بہت قلیل ہوتی ہے خواہ وہ صحت مند انسانوں پر آزمائش (Proving) کے لئے دی جائیں یا مریض کو صحت یاب کرنے کے لئے آزمائش کے لئے دی جانے والی دوائیں "عمل" اور پیدا ہونے

والی علامات "رد عمل" ہوتی ہیں اور یہ علامات دوا روک دینے سے خود بخود ختم ہو جاتی ہیں اور انسانی جسم دوا کا کوئی ثانوی اثر (Secondary (Action ظاہر نہیں کرتا بلکہ تمام (Provers) آزمائش کے بعد اپنے آپ کو پہلے سے بہتر محسوس کرتے ہیں جبکہ علاج کے مقصد کے لئے مریض کو مفرد اور بالمثل دوا دی جاتی ہے۔ جو رد عمل کے طور پر مریض میں موجود علامات کو ہی ختم کر دیتی ہے۔ چنانچہ آزمائش Proving کے دوران یا علاج کے دوران دونوں ہی صورتوں میں دوا کے عمل اور رد عمل کی نہ تو پیمائش ممکن ہے اور نہ یہ مخالف ہوتے ہیں۔

ہومیو پیتھی میں دوا کا عمل اور رد عمل مخالف نہیں بلکہ "موافق" ہوتے ہیں کیونکہ دوا کا انتخاب "قانون بالمثل" کے مطابق کیا جاتا ہے یعنی مریض کو وہی دوا دی جاتی ہے جس نے صحت مند انسان میں مریض کے مماثل علامات پیدا کی ہوتی ہیں اور یہ دوا مریض کے جسم میں عارضی طور پر بالمثل بیماری پیدا کر کے مریض کی علامات کو ختم کرتی ہے۔ دوا کا انتخاب، دوا کی تیاری اور دوا کا عمل تینوں ایک زنجیر سے جڑے ہیں۔ دوا اور مریض کے اس فطری تعلق کو ہومیو پیتھی نے ایجاد کیا ہے جو منفرد ہے۔ چنانچہ عمل اور رد عمل کے حوالے سے مذکورہ مضمون میں جو مفروضہ قائم کیا گیا وہ بے بنیاد غیر منطقی اور غیر سائنسی ہے۔

مذکورہ مضمون میں Aggravation کے حوالے سے ہومیو پیتھک دوا کے کسی بالضد پہلو کے وجود کا بھی دعویٰ کیا گیا ہے لیکن حیرت ہے کہ اس کے لئے ایلو پیتھک دواؤں ڈائزی پام اور ایڈرینالین کے اثرات کی مثالیں دی گئی ہیں اور قارئین کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ ہومیو پیتھک دواؤں کی بالضد دوائیں تلاش کریں۔ دراصل ہومیو پیتھک دواؤں میں بالضد پہلو کے وجود کی غلط فہمی ہومیو پیتھک دواؤں کے اثرات کو ایلو پیتھک دواؤں کے اثرات سے بالمثل سمجھ لینے کی وجہ سے ہوتی ہے جب کہ دونوں قسم کی ادویات کے انتخاب، استعمال اور اثرات میں کوئی چیز مشترکہ نہیں۔

علاج بالضد میں دوائیں ایک علامت کی بنیاد پر منتخب کی جاتی ہیں جو بلاواسطہ طور پر جراثیم بیکٹیریا اور وائرس پر حملہ کر کے ختم کر دیتی ہیں۔ اور انسان کے وائٹل فورس Vital Force کو بلاواسطہ طور پر تحریک نہیں دیتی۔

بیماری کے ظاہری عناصر کے ختم ہو جانے کی وجہ سے Vital Force آہستہ آہستہ قوت حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ علاج بالمثل میں مریض کی صرف ایک نہیں بلکہ کئی علامات کو ذہن میں رکھتے ہوئے بالمثل دوا کا انتخاب کیا جاتا ہے جو مریض کی Vital Force کو تحریک دیتی ہے جس کی وجہ سے جسم کا تمام نظام ایک یونٹ کے طور پر متحرک ہو کر مریض کی پوری شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یعنی انسان کا دفاعی نظام قدرتی انداز سے متحرک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نہ تو بالضد دوا کا کوئی بالمثل پہلو ہو سکتا ہے اور نہ ہی بالمثل دوا کا کوئی بالضد پہلو ہے۔ ہومیو پیتھک دوا صرف اس وقت ہومیو پیتھک ہو گی جب اس کا انتخاب بالمثل علامات کی بنیاد پر ہو گا اور استعمال قلیل مقدار میں ہو گا لیکن اگر کسی دوا کا انتخاب بالمثل علامات کی بنیاد پر ہوا ہی نہیں تو ایسی منتخب کردہ دوا ہومیو پیتھک دوا نہیں ہو گی خواہ وہ طاقت یافتہ Potentised دوا ہی کیوں نہ ہو۔ یہ عمل ہومیو پیتھک دوا کا غلط استعمال کہلائے گا اس کا ہومیو پیتھی سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس طرح شفا کا وہ معیار حاصل کیا جا سکتا ہے جو ہومیو پیتھی فراہم کرتی ہے۔ چنانچہ واضح رہے کہ ایلوز کے مریض میں جس

ڈاکٹر کو ایلوز کی علامات نظر آئیں گی وہی درست انتخاب کر سکے گا۔ اور مریض کو فوری اور آئیڈیل شفا حاصل ہو گی لیکن جن ڈاکٹروں کو ایلوز کے مریض میں اوپیم یا پلسٹیلا یا نکس وامیکا یا آرسینک ایلبم کی علامات نظر آئیں گی تو مریض شفایاب نہ ہو سکے گا اگرچہ اس کو افاقہ ہو سکتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دوائیں بھی مکمل طور پر تو نہیں لیکن جزوی طور پر بالمثل ہو گی اور جزوی طور پر بالمثل دویات جزوی طور پر ہی مفید ثابت ہوتی ہیں۔

کسی ایک علامات کی بنیاد پر مثلاً دستوں کے لئے دوا کا انتخاب کرنے کا طریق کار علاج بالضد میں رائج ہے جس میں دست روکنے کے لئے بالضد دوا خام حالت میں دی جاتی ہے۔ جبکہ ہومیو پیتھک دوا کے انتخاب کے لئے دیگر علامات کو بھی مد نظر رکھ کر بالمثل دوا پوٹینسی میں اور قلیل مقدار میں دی جاتی ہے چنانچہ مذکور مضمون میں ایلو پیتھک دواؤں ڈائزی پام اور ایڈریتالین کو اور ہومیو پیتھک دواؤں ایلوز اور اوپیم کو صرف ایک علامت کی بنیاد پر منتخب کرنا صرف علاج بالضد ہے اور اس کو ہومیو پیتھی سمجھ لینا فاش غلطی ہے۔ علاج بالضد کی دواؤں اور علاج بالمثل کی دواؤں کا اثر کرنے کا واسطہ Medium ہی الگ الگ ہے ایلو پیتھک دواؤں کا میڈیم جسمانی Physical ہے۔ جبکہ ہومیو پیتھک دواؤں کا میڈیم روحانی Dianamic ہے۔ ان کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔

جہاں تک Aggravation کا تعلق ہے تو یہ ہومیو پیتھک قدرتی طریق علاج کا قدرتی عمل ہے جس کا احساس اس طریق علاج کے بانی کو آغاز میں ہی ہو گیا تھا تبھی تو دوا کی مقدار کو کم کرنے اور جھٹکے دے کر دوا کی خصوصیات کو بڑھا دینے کا

عمل ایجاد ہوا یعنی دوا کی طاقت بڑھا دینے سے Aggravation کو قابل برداشت بنایا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر ہنیمین اپنی زندگی کے آخری ایام میں اس نتیجے پر پہنچ چکا تھا کہ اگر ہومیو پیتھک دواؤں کو ایک سو اور ننانوے Centecimal کی نسبت کی بجائے ایک اور پچاس ہزار Millecimal کی نسبت سے تیار کیا جاتے تو Aggravation کو معدوم کیا جا سکتا ہے اس پر مزید تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔

آخر میں ڈاکٹر موصوف کی اس دعوت کے حوالے سے کچھ عرض کروں گا جس میں انہوں نے ہومیو پیتھک دواؤں کی بالضد تلاش کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ آپ کے سامنے ہی تو ہیں۔ ہر ہومیو پیتھک دوا کی خام حالت اس کی بالضد دوا ہے۔ اوپیم کھانے سے نیند آتی ہے لیکن اس کی ہومیو پیتھک دوا نیند اڑاتی ہے کافی پینے سے نیند اڑ جاتی ہے۔ جبکہ اس کی ہومیو پیتھک حالت نیند لاتی ہے۔ یہ ایک دوا کی دو مختلف حالتیں ہیں ان کا خام حالت میں استعمال علاج بالضد ہے۔ جبکہ طاقت میں بالمثل علامات کے مطابق استعمال علاج بالمثل ہے اگر کسی مریض کی بے خوابی دور کرنے کے لئے علامات کے مطابق Coffea کا انتخاب ہو گا تو یہ علاج بالمثل ہے۔ جبکہ اسے سلانے کے لئے افیم Opeum کھلا دی جاتے تو یہ علاج بالضد ہو گا اور یہ ہومیو پیتھی کا دوسرا رخ کسی طرح بھی نہیں کہلایا جا سکتا یہ قطعی مختلف طریق علاج ہے ایک دوا کی دو مختلف حالتوں کا استعمال دو مختلف طریق علاج ہیں۔

امید ہے درج بالا تفصیل مذکورہ نظریے کی سائنسی حقیقت سمجھنے میں ممد ثابت ہو گی۔ پھر بھی اگر کوئی صاحب اس پر مزید لکھنا چاہیں تو اتنی سی گزارش ہے کہ اپنے

دلائل کی بنیاد ٹھوس اصولوں پر رکھ کر لکھیں۔ ذاتی نظریات کی بنیاد پر نہیں کہ یہ انداز غیر سائنسی اور ناقابل تسلیم ہے۔

ڈاکٹر محمد عرفان قریشی صاحب کو میرا جواب

محترم جناب ڈاکٹر عرفان قریشی صاحب

السلام علیکم۔ امید ہے آپ خیرت سے ہوں گے۔ آج کل الیکشن ۱۹۹۳ء کے حوالے سے تھوڑی سی فرصت ہے سوچا آپ سے دو چار باتیں ہو جائیں جب میں نے "ایک مریض کی دو مفرد ادویات" مضمون لکھا تھا تو میرا خیال تھا کہ معالج کے قارئین اور خاص طور پر بزرگ ہومیو پیتھس ہومیو پیتھک فلاسفی کی جزیات سے واقف ہیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ ہومیو پیتھی کی اساس سے بھی نابلد ہیں۔ جب میں نے آپ کے مضمون پر تبصرہ کیا تھا تو میں نے آپ کے سائنسی رجحان کی تعریف کی تھی اور آج بھی میں اپنے الفاظ دوہراتا ہوں۔ آپ اگر میرے مؤقف کو نہ سمجھ پائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کے پاس ہومیو پیتھی کا جو تصور ہے وہ بہت محدود ہے۔ آج آپ کے مضمون کے حوالے سے میں جو گفتگو آپ سے کروں گا اس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ ہومیو پیتھی کی وسعت کتنی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ "مسلمہ اصولوں کو مفروضات یا تصورات کی بنا۔ پر نہ تو توڑا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان میں کوئی معمولی سی تبدیلی لائی جا سکتی ہے تاآنکہ درست مشاہدات اور تجربات کے بعد حاصل کردہ نتائج کی روشنی میں تسلیم شدہ اصولوں کو

ناطل ثابت نہیں کر دیا جاتا۔ یہی شرائط نئے اصولوں کے لئے بھی پوری کرنا ضروری ہوتی ہیں۔"

میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کائنات کے اصول جو ہر چھوٹی بڑی چیز کے لئے ایک جیسے ہیں ان سے روگردانی تو کی جا سکتی ہے انہیں توڑا نہیں جا سکتا اور نہ ہی ان میں کوئی ذرا سی بھی تبدیلی کی جا سکتی ہے۔ اگر ایسا ممکن ہو تو پھر انسان کو خدا کی ہستی کو تسلیم کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ خدا نے انسان سمیت کائنات کی ہر چیز کو قوانین میں جکڑ رکھا ہے۔ انسان اصولوں کو دریافت کر سکتا ہے اور کرتا جا رہا ہے لیکن وہ اصولوں کو تخلیق نہیں کر سکتا۔ اب دیکھیں دو غلطیاں تو آپ نے خود ہی کر دیں۔

ہم جو کہتے ہیں کہ سائنسی قوانین آئے دن بدلتے رہتے ہیں تو یہ کہہ کر ہم لوگ بہت بڑی غلطی کرتے ہیں۔ قوانین نہیں بدلتے اصل میں ہم انسانوں نے Hypothesis کو قوانین سمجھ رکھا ہے۔ مثلاً ایٹم کے بارے میں ہمارے پاس ۹۵ فیصد Hypothesis ہیں جو آئے دن بدلتے رہتے ہیں۔

جہاں تک مفروضات اور تصورات کی بات ہے تو میں عرض کئے دیتا ہوں کہ کائناتی قوانین کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ہر جگہ اور ہر دور میں ایک ہی طرح سے لاگو ہوتے ہیں۔ پانی لاکھوں سال پہلے بھی نیچے کو ہی بہتا تھا اور لاکھوں سال بعد بھی نیچے کو ہی بہے گا۔ چونکہ قوانین ہر چیز کے لئے ایک جیسے ہیں، اس لئے ہر چیز ہر دوسری چیز کا آئینہ ہے۔ انسانی فکر کی ابتداء مفروضات (Hypothesis) سے ہی ہوتی ہے اور فلاسفر کا مقام سائنس دان کے مقام سے بلند ہوتا ہے۔ فلاسفر کائناتی

مشاہدہ کی بنا۔ پر Deduction نکالتا ہے وہ ایٹم کی اناٹومی اور فزیالوجی سے ریاست کی اناٹومی اور فزیالوجی کو سمجھ لیتا ہے اور انسان کی اناٹومی اور فزیالوجی سے ایٹم یا کائنات کی اناٹومی اور فزیالوجی کو سمجھ لیتا ہے۔ اور سائنس دان تجربات سے Induction نکالتا ہے۔ Induction اور Deduction میں بالکل اتنا فرق ہوتا ہے جتنا ایک ضرب المثل اور کہانی میں ہوتا ہے۔ ضرب المثل ہر جگہ اور ہر دور میں فٹ ہو جاتی ہے اور ہر کہانی کا جدا جدا انجام ہوتا ہے۔ میں نے کائناتی مشاہدہ کی بنا۔ پر Hypothesis قائم کیا تھا پھر Deduction نکالی تھی اور پھر Induction کے لئے آپ لوگوں کی مدد چاہی تھی۔

آپ نے مضمون کے عنوان کو غلط کہا ہے۔ میں آپ کی باریک بینی کا معترف ہوں لیکن آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا خیال یہ تھا کہ بالمثل تھیوری کے بلند و بانگ دعوے کرنے والے اس تھیوری کو جانتے ہی ہوں گے۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ بالمثل تھیوری بھی میں نے ہی سمجھانی ہے تو میں مضمون کا عنوان دو مماثل ادویات یا دو مفرد و مماثل ادویات رکھتا۔ ہر دوا خواہ وہ صرف ایک عنصر ہو، پچاس جڑی بوٹیوں کا مرکب ہو یا سینی کیولا ہو مفرد بھی ہوتی ہے اور مماثل بھی ہوتی ہے اور قانون مماثلت کے تحت اس کائنات میں کھربوں اشیاء ایسی ہیں جو خواص میں ہو بہو مماثل ہیں۔ میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ اگر سیپیا جرمنی سے آنا بند ہو جاتے تو پاکستانی ہومیو پیتھس کے کلینک تو گئے کیونکہ ہر دوسری عورت سیپیا ہوتی ہے۔

آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ حساسیت اور استعداد قبولیت میں انفرادی تفریق کی بنا۔ پر انسانی جسم میں عمل اور رد عمل برابر نہیں ہوتے۔ آپ نے بڑی پتے کی

بات کی تھی لیکن اسے واضح نہ کر سکے اور آپ اگر واضح کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو میرے موقف کی تائید ہو جاتی۔ اصل بات یہ ہے کہ انسانی جسم ہو یا کائنات کی کوئی بھی چیز، اگر رد عمل کے راستے میں کوئی رکاوٹ آ جائے تو رد عمل کا زاویہ بدل جاتا ہے یا وہ ایک مقام پر رک جاتا ہے۔ جیسے آپ گیند کو دیوار پر ماریں اور واپسی پر راستے میں ہی پکڑ لیں۔ اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ میں اپنا موقف ہومیو پیتھس کے سامنے نہیں رکھ رہا بلکہ میں نے بچوں کو پڑھانا ہے تو میں نیوٹن کے تیسرے قانون کے ساتھ "بشرطیکہ مزاحمت نہ ہو" ضرور لکھتا۔ بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ مزاحمت عمل ہی نہیں ہونے دیتی جس کی مثال یہ ہے کہ اگر ایک مریض کو جمال گوٹہ کھلا کر کہا جائے کہ اسے بے شمار دست آئیں گے تو اسے الٹا قبض ہو جاتی ہے۔ کائنات کی ابتداء بھی ارادہ سے ہوتی ہے اور مادہ کی سب سے بڑی قوت بھی ارادہ ہی ہے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ "علاوہ ازیں دواؤں کے جو اثرات عمل اور رد عمل کے حوالے سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ علاج بالضد میں خام حالت کی بڑی خوراکوں میں استعمال کی جانے والی دواؤں کے اثرات سے مشابہ ہو سکتے ہیں لیکن ہومیو پیتھی میں تو دوا کی مقدار بہت قلیل ہوتی ہے خواہ آزمائش کے لئے دی جائے یا مریض کو صحت یاب کرنے کے لئے"

آپ کے اس موقف کا جواب یہ ہے کہ آپ ہومیو پیتھک دوا کو بھی چھوڑیں۔ اگر آپ ایک شخص کو گالی دیں گے تو بھی آپ کو رد عمل وصول ہو جائے گا بلکہ ایلو پیتھی کی خام حالت میں بڑی خوراکوں سے بھی زیادہ۔ دوا خواہ خام حالت میں ہو یا

پیتھی میں، جب تک جسم استعداد قبولیت نہ دے دوا اپنا عمل نہیں دکھا سکتی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ روس کے ہپناٹسٹ، راسپوٹین کو سائنائڈ دی گئی اور اسے کچھ بھی نہ ہوا۔ دوسری طرف قلیل دوا تو ایک طرف رہی نفسیاتی تاثرات پرونگ بھی کر دیتے ہیں اور مریض کو صحت یاب بھی کر دیتے ہیں۔

یہاں ایک دلچسپ بات آپ کو بتاتا چلوں کہ محبت میں مایوسی کے بعد جب کوئی لڑکی اگنیشیا ہوتی ہے اور سرد آہیں بھرتی ہے تو اگنیشیا کے علاوہ اس کے نفسیاتی علاج کے دو طریقے ہیں۔ ایک علاج بالمثل اور دوسرا علاج بالضد۔ بالمثل یہ ہے کہ اسے مزید مایوس کیا جائے تاکہ رد عمل ہو اور وہ حوصلہ پکڑ جائے اور بالضد یہ کہ اسے سچی محبت فراہم کی جائے۔ یہ وہ نکتہ ہے جس کے بارے میں میں نے اپنے مضمون میں کہا تھا کہ دوا بالمثل بھی ہوتی ہے اور بالضد بھی۔ یعنی پھر محبت ہی علاج بنا۔

آپ نے کہا کہ "آزمائش کے لئے دی جانے والی دوائیں عمل اور پیدا ہونے والی علامات رد عمل ہوتی ہیں اور یہ علامات دوا روک دینے سے ختم ہو جاتی ہیں۔" پہلی بات تو یہ ہے کہ اس پرونگ میں مریض کی جان بھی جا سکتی ہے مثلاً سانپ کا زہر پرونگ کرتے کرتے مار بھی سکتا ہے۔ کسی اکلوتے بیٹے کی ماں کو ذرا کہہ کر دیکھئے کہ اس کا بیٹا حادثہ میں مارا گیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ عمل اور رد عمل کی جو بات آپ نے کی ہے وہ آپ ہی نہیں اکثر ہومیو پیتھس یہی بات کرتے ہیں اور مجھے اس کا اندازہ اپنا مضمون چھپنے کے بعد ہوا۔ خود ہی سوچیں کہ جب تک آپ چلیں گے نہیں تھکیں گے کیسے؟ گھوڑے کو سنکھیا کھلایا جاتا ہے جو اس کے ارادی عضلات میں تیزی پیدا کرتا ہے۔ سنکھیا عمل نہیں بلکہ عمل کا محرک ہے ارادی عضلات میں تیزی لاتا ہے۔

تیزی اور چستی سنکھیا کے عمل کی علامت ہے اور جب وہ زیادہ دوڑے گا تو تھک جاتے گا اور تھکن سنکھیا (محرک) کے عمل کا رد عمل ہے۔ سنکھیا کی چستی (علامت عمل ہے اور تھکن (علامت) سنکھیا کا سیکنڈری ایکشن یا جسم کا رد عمل ہے۔

میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ہومیو پیتھس نہ انسانی جسم کو جانتے ہیں اور ہومیو پیتھک فلاسفی کو۔ بہت کم ہومیو پیتھس جانتے ہیں کہ ہمارے جسم میں چار قس کے مفرد خلیات یا اعضاء ہیں، اعصابی، الحاقی، عضلاتی اور غدودی، ان چاروں کی مز دو دو قسمیں ہیں جیسے حسی اور حرکی اعصاب، ٹینڈن اور لیگامنٹس، ارادی اور غیر اراد عضلات، بغیر نالی اور نالی دار غدد۔ ان میں سے ہر ایک کی مزید درجنوں کے حساب سے Varieties ہیں جیسے ایڈرنیل، پچوٹری، تھائی رائڈ اور خصیے وغیرہ۔ ہم جب بھی کوئی دوا کھاتے ہیں یا کوئی محرک خواہ وہ نفسیاتی ہی کیوں نہ ہو، ان آٹھ مفرد اعضا میں سے صرف ایک کو یا اس ایک کی ایک یا ایک سے زیادہ Varieties کو متاثر کرتا ہے۔ ایک ہی وقت میں آٹھوں کو متاثر نہیں کرتا بلکہ اس محرک کے عمل کے خلاف رد عمل باقی سات مفرد اعضاء میں ہوتے ہیں۔ اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ جب ایک شخص دوسرے شخص کو گالی دیتا ہے تو گالی کا عمل حسی اعصاب میں ہوتا ہے۔ پھر حرکی اعصاب ارادی عضلات کو تحریک دیتے ہیں جس میں ٹینڈن اور لیگامینٹس اپنا رول ادا کرتے ہیں۔ پھر اینڈو کرائن سسٹم Over - Active ہوتا ہے۔ ایڈرینل میڈولا سے ایڈرینالین کی سیکریشن ہوتی ہے۔ نالی دار غدد (پسینہ اپنا کام کرتے ہیں اور یوں ایک ہی مرض کی آٹھ مماثل دوائیں بنتی ہیں اور آٹھ مفرد اعضاء کی ایک دوا بنتی ہے۔

عرفان صاحب آپ کے سائنسی رجحان کو دیکھتے ہوئے میں اتنی تفصیل دے رہا ہوں یا یوں سمجھ لیں کہ قدرت آپ کے عرق ریزی سے تیار کئے گئے مضمون کا مجھے صلہ دلوا رہی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بچے کا مزاج بلغمی ہوتا ہے۔ بوڑھے کا مزاج سرد ہوتا ہے۔ جوان مرد مسکولر ہوتا ہے اور جوان عورت میں چربی زیادہ ہوتی ہے۔ یہ چاروں خواہ کلکریا کارب ہوں یا کلکریا فاس، ان چار ادوار میں ایک ہی شخص کلکریا فاس ہی رہتا ہے اور دوسرا کلکریا کارب رہتا ہے۔ یہ دونوں نمک تو اینڈو کرائن سسٹم کو اپنے پرائمری ایکشن میں تحریک دیتے ہیں اور رد عمل میں کبھی ہڈی بڑھا رہی ہوتی ہے کبھی مسکولر سسٹم اور کبھی فیٹس کا سسٹم۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ایک ہی دوا آٹھ مختلف مفرد اعضاء کے امراض کا علاج ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف سوڈیم چونکہ اینڈو کرائن سسٹم کی سیکریشن کو بیلنس رکھتی ہے اور اینڈو کرائن سسٹم سوڈیم کو بیلنس رکھتا ہے اس لئے کلکریا فاس کا رد عمل سوڈیم کلورائیڈ ہے اور سوڈیم کلورائیڈ کا رد عمل کلکریا فاس ہے۔ میں نے اپنے مضمون میں سوڈیم اور پوٹاشیم کی بھی مثال دی تھی۔ پوٹاشیم اور کیلشیم کا یہی چکر ہے۔ خون کی کمی میں کلکریا فاس، نیٹرم میور اور فیرم فاس ایک جیسا کام کرتی ہیں۔ سوڈیم کلورائیڈ کی لڑکی رو رہی ہو تو کالی فاس چپ کرا دیتی ہے۔ کالی فاس کا لو بلڈ پریشر نیٹرم میور درست کر دیتی ہے۔ چونکہ میں کسی ایسی دوا کو نہیں جانتا تھا جو کسی دوسری دوا کی ہو، ہو ضد ہو اس لئے میں نے مضمون میں ہو، ہو ضد تلاش کرنے کی گزارش کی تھی۔ Deduction کے ذریعے یہ ممکن ہے اور تلاش Induction کے ذریعے ہی ہو گی۔

یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دوا اتنی دیر تک خلیہ کو متاثر نہیں کر سکتی
جب تک کہ خلیہ Ionized نہ ہو یا دوا خلیہ کو Ionized نہ کر لے۔ خام دوا اور
پوٹینسی میں فرق یہ ہے کہ خام دوا زبردستی استعداد قبولیت پیدا کر لیتی ہے اور
پوٹینسی صرف Ionized خلیات کو ہی متاثر کر سکتی ہے۔

میں اتنا بھی جانتا تھا کہ گریفائٹس اور گریفائٹس کے ایکزیمہ کا مواد اثرات میں ہو بہو ایک ہیں اور یہ بھی جانتا تھا کہ سلفر کے سیکنڈری ایکشن کی خارش کا مواد ہو بہو سلفر کی ضد ہے مگر میں نے دو دواؤں کی ضد تلاش کرنے کی دعوت اس لئے دی تھی کہ یہ نہ صرف ہومیوپیتھی میں ایک کارنامہ ہوتا بلکہ سائنس کی دنیا میں ایک کارنامہ ہوتا۔ لیکن ہومیوپیتھس لکیر کی فقیری میں میری بات کو ہی نہ سمجھ سکے اور میرا مضمون تعصب اور حسد کی بھینٹ چڑھ گیا۔ "نوسوڈز کی حقیقت" میں میرا ایک ایک جملہ قیمتی ہے لیکن وہ مضمون ہومیوپیتھس کے اوپر سے گزر گیا۔

میں ایک بار پھر دوہرائے دیتا ہوں کہ برائی اونیا ایک محرک ہے اور اس کا عمل میوکس ممبرینز میں خشکی لاتا ہے۔ اس کے سیکنڈری ایکشن میں منہ میں تراوش آتی ہے جس کو ہم ہومیوپیتھس نے کبھی درخور اعتنا ہی نہیں سمجھا۔ منہ خشک اور پیاس کی زیادتی کو ہی پکڑے رہتے ہیں۔ دوسری طرف نیٹرم میور اپنے پرائمری ایکشن میں منہ میں تراوش لاتی ہے اور سیکنڈری ایکشن میں منہ میں خشکی ہوتی ہے۔ گردوں کے حوالے سے بھی دونوں کی یہی صفات ہیں مگر یہ دونوں دوائیں تمام افعال میں ہو بہو ایک جیسی نہیں ہیں اور میں ہو بہو ضد کی تلاش میں تھا۔

جب ہمارے پاس کوئی مریض آتا ہے تو یا تو اس کی علامات کسی دوا کا پرائمری

ایکشن ہوتی ہیں اور یا کسی دوا کا سیکنڈری ایکشن۔ اور سیکنڈری ایکشن کی علامات بالکل اسی طرح کسی اور دوا کی علامات بھی ہوتی ہیں جس طرح سلفر کے Flushes of Heat کیمفر میں پائے جاتے ہیں یا سلفر کی سردی سورائنم میں پائی جاتی ہے۔

میں نے جو ہومیوپیتھس کو ہو بہو بالضد دوا تلاش کرنے کی گزارش کی تھی تو میرا خیال یہ تھا کہ میرا موقف وہ پہلے ہی جانتے ہیں مجھے یہ علم نہیں تھا کہ مجھے اپنا موقف بھی سمجھانا پڑے گا۔

چائنا ایک [illegible] دوا ہے شریانوں کو پھاڑ کر جریان خون کا باعث بنتی ہے۔ مرطوب موسم کا ملیریا بخار اس کی صفت نہیں۔ جب ڈاکٹر ہانمن نے چائنا کھائی تھی اور انہیں بخار ہوا تھا تو وہ بخار کافی گھنٹوں کے بعد ہوا تھا اور چائنا کا سیکنڈری ایکشن تھا۔ بالکل اسی طرح جس طرح آرنیکا کی تھکن اس کا پرائمری ایکشن نہیں بلکہ سیکنڈری ایکشن ہے یا جسے زیادہ چلنے کا ردعمل تھکن ہے۔ یوں حادثاتی طور پر انہیں بالمثل قانون مل گیا۔ جب وہ بخار پر چائنا دیتے تو آرام آ جاتا اور جب جریان خون پر چائنا دیتے تو مریض کی تکلیف بڑھ جاتی چونکہ وہ پرائمری اور سیکنڈری ایکشن سے واقف نہیں تھے اس لئے انہوں نے دوا کو کم کر کے دیکھا اور نتائج بہتر میسر آتے لیکن وہ اصل حقیقت کو نہ پا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم لوگوں سے کہتے ہیں کہ "دوائیہ مرض اصل مرض پر حاوی ہو کر اسے ختم کر دیتا ہے اور پھر خود بھی ختم ہو جاتا ہے" تو لوگ اس تشریح پر ہنس پڑتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب ایلوز کے مریض کو دستوں پر اور ایلوز خام حالت میں دی جاتے تو بالمثل تھیوری دھری کی دھری رہ جاتی ہے اور کوئی بھی اسے ماننے کو تیار نہیں ہوتا۔

چونکہ میں نے کالج میں غیر حاضر رہ کر ڈپلومہ لیا ہے اس لئے میں ہومیو پیتھس کے مزاج سے ناواقف تھا۔ میرا خیال یہ تھا کہ ہومیو پیتھس یہ جانتے ہیں کہ دوا خام حالت میں اور پوٹینسی میں خلیہ کو کس طرح متاثر کرتی ہے لیکن یہ بھی میری غلط فہمی تھی۔

آپ کو بتاتے دیتا ہوں کہ جس طرح ہمارا ایک اعصابی نظام ہے اسی طرح ہر ایٹم کا ہر خلیہ کا اور کائنات کی ہر چیز کا ایک اعصابی نظام ہے اور کائنات کی ہر چیز کی اناٹومی اور فزیالوجی ایک جیسی ہے۔ صرف مزاجی نقطے جدا جدا ہیں۔ سلفر کی اناٹومی اور فزیالوجی بھی اسی دائرے میں بند ہے اور کیمفر کی بھی مگر مادی تناسب کی بناء پر سلفر گرم ہے اور کیمفر سرد ہے۔ ایڈرینل میڈولا کو متاثر کرنے والی دوا اپنے اعصابی نظام سے میڈولا کے خلیات کے اعصابی نظام کو متاثر کرتی ہے اور یوں بالمثل قانون صرف جسم انسان پر ہی نہیں لاگو ہوتا بلکہ کوئی بھی دو چیزیں بالمثل قانون کے تحت ہی ایک دوسری کو متاثر کرتی ہیں۔ دوا خواہ خام ہو یا پوٹینسی میں اور خواہ موسمی یا نفسیاتی تاثر ہی کیوں نہ ہو، پہلے اعصابی نظام اعصابی نظام کو متاثر کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ارادہ منتقل ہوتا ہے اور کیمیائی اور فزیکل اعمال بعد میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ہومیو پیتھی کو جاننے کے لئے دو قرآنی آیات کا جاننا بہت ضروری ہے۔ ایک یہ کہ "جب میں کسی امر کا ارادہ کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے" اور دوسری یہ کہ "امر یا پلان اوپر طے ہوتا ہے اور کام کا آغاز نیچے سے ہوتا ہے"

پوٹینسی کے بارے میں آپ کو بتاتا چلوں کہ دوا الکحل میں بالکل اسی طرح اپنا پیغام چھوڑتی ہے جس طرح میڈیا آپ کی آواز کو ہزاروں میل دور پہنچا دیتا ہے۔

عرفان صاحب حقیقت یہ ہے کہ ہم ابھی مادہ کو بہت تھوڑا سمجھ پاتے ہیں۔

آپ نے جو لکھا ہے کہ "ہومیو پیتھی میں دوا کا عمل اور رد عمل مخالف نہیں بلکہ موافق ہوتے ہیں۔ آپ کی ایسی ہی باتوں نے تو مجھے آپ کا گرویدہ بنایا تھا اور میں نے کہا تھا کہ آپ کے اندر سائنسی رجحان ہے۔ بات ایسی ہی ہے لیکن آپ وضاحت نہیں کر پائے [illegible] گفتگو سے آپ نے دیکھ لیا کہ دوا اشیاء کا تعلق بالمثل قانون کے تحت ہے لیکن رد عمل مخالف سمت میں ہوتا ہے اور میری تحریر سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا [illegible] کا مطلب دائرے میں واپسی ہے اور رد عمل آٹھ خانوں میں سے [illegible]

[illegible] ایگراویشن کی بات کی تھی تو اس کے حوالے سے بھی عرض ہے کہ میرا خیال یہ تھا کہ ہومیو پیتھس ایگراویشن کو سمجھتے ہیں مگر یہ بھی میری غلط فہمی تھی۔ میں پہلے آپ کو بتایا ہے کہ [illegible] کی علامات پر ایلوز دینے سے ایگراویشن ہوتی ہے لیکن چونکہ پوٹینسی میں دوا صرف ارادہ بدلتی ہے اس کا کردار بالکل وہی ہوتا ہے جو فضا کا ہوتا ہے جس طرح ایک شخص کی گالی کو فضائی میڈیا دوسرے کے کان تک پہنچاتا ہے اسی طرح الکحل کے دو قطرے بھی پلسٹلا کی صفت اٹھاتے پھرتے ہیں۔ یہ ساری تفصیل میں اپنے ایک مضمون "ہومیو پیتھک دوا مادی ہے" میں دوں گا۔

کمزور مریضوں میں پوٹینسی دوا کے ایگراویشن کا کافی خطرہ ہوتا ہے اور اگر ہم وہ دوا دیں [illegible] دوا کی سیکنڈری علامات کی دوا ہو تو ایگراویشن کا خطرہ نہیں رہتا۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ مرتے ہوتے مریض کو آرسنک بے چینی سے بچا کر سکون کی موت دیتی ہے۔ اس میں قوت حیات کو ابھار نہیں سکتی۔ اسی طرح مرتے وقت گلے میں

کھرکھراہٹ ہو تو پلسٹلا یا اینٹم ٹارٹ کی اونچی پوٹینسی مریض کو آسان موت فراہم کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک علامت پر دوا تجویز نہیں ہونی چاہئے۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ ہومیو پیتھس میرے موقف کے بجائے روایتی باتوں کو پکڑیں گے اور میری ہو بہو بالضد دوا کو تلاش کرنے والی گزارش پر دھیان نہیں دیں گے تو میں انہیں ضرور بتاتا کہ یہ دوا Portal Congestion پیدا کرتی ہے۔ بھاری پن والا سر درد لاتی ہے۔ یرقان پیدا کرتی ہے۔ زنانہ اور مردانہ جنسی اعضاء پر اثر انداز ہوتی ہے۔ لیکن افسوس کہ آپ ہی نہیں سب نے میرا موقف نہ سمجھا کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔

آپ نے خود ہی فرمایا ہے کہ کافیا پینے سے نیند کھل جاتی ہے اور نیند نہ آ رہی ہو تو کافیا سے نیند آ جاتی ہے اور اوپیم نیند لاتی بھی ہے اور نیند کھولتی بھی ہے۔ خود آپ نے ہی بتا دیا کہ یہ دونوں دوائیں ایک دوسری کی ضد ہیں۔

Variety کے قانون کو میں بھی جانتا ہوں اور اس قانون کے تحت تو ایک ہی مفرد عضو کے دو خلیے بھی ہو بہو ایک جیسے نہیں ہوتے اور پلسٹلا کے دو مالیکیول بھی۔ جزوی مماثل ادویات تو بے شمار ہیں مگر ضد کی تھیوری کے تحت ہو بہو مماثل ادویات بھی بے شمار ہیں اور بالضد ادویات بھی اور میں نے معالج کے قارئین کے سامنے وہ مضمون اس لئے پیش کیا تھا کہ شائد کوئی ڈاکٹر ایسی دواؤں کو جانتا ہو جن کے پرائمری اور سیکنڈری ایکشن میں مماثلت ہو۔

مجھے امید ہے کہ میرا یہ خط پڑھنے کے بعد آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ میں نے ہومیو پیتھس سے کیا توقع کی تھی اور مجھے کیا ملا۔

والسلام

• اگر کوئی گستاخی ہو گئی ہو تو معاف کر دیجئے گا۔

قارئین کے لئے نوٹ

۱۔ دوا ہومیو پیتھک یا ایلو پیتھک نہیں بلکہ صرف دوا ہوتی ہے اور خواہ خام حالت میں ہو یا پوٹینسی میں، اس کے کام کرنے کا طریقہ کار ایک ہی ہوتا ہے۔

۲۔ ایلو پیتھی بالضد سے بحث نہیں کرتی بلکہ بالضد کے قانون سے واقف ہی نہیں، وہ صرف فرسٹ ایڈ فراہم کرتی ہے۔

۳۔ کیمفر، اوپیم اور پلانٹیگو مدر ٹنکچر میں علاج بالضد ہیں۔ سن کرنے کی خاصیت کی بنا پر اعصاب کی تیزی کو ختم کرتی ہیں۔

ڈاکٹر رانا محمد عنایت صاحب کی تنقید

ایک مریض

کی صرف ایک شفا بخش دوا

معالج شمارہ فروری میں ڈاکٹر گلزار احمد سحر صاحب نے اپنی نئی تحقیق قارئین کے سامنے پیش کی ہے۔ جس میں انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ صرف بالمثل ہی نہیں بلکہ بالضد دوا بھی شافی ہو سکتی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ بالضد دوا ایگریویشن کے خطرے سے بھی پاک ہوتی ہے۔ لہذا اسی پر شافی دوا کے طور پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ اپنے استدلال کی بنیاد انہوں نے قانون عمل اور رد عمل پر رکھی ہے۔ کیا یہ دعویٰ حقائق پر پورا اترتا ہے۔ آیئے دیکھیں۔

ہومیو پیتھک دوا کے بارے میں ہمارا دعویٰ ہے کہ انسانی جسم کی مثبت قوتوں کو ابھار کر قوت مدافعت کو طاقت دیتی اور اس طرح صحت کو بحال کرتی ہے گویا ہومیو پیتھک دوا کا ایک ابتدائی ایکشن اور ایک ثانوی ایکشن ہوتا ہے۔ ابتدائی ایکشن دراصل دوائی ایکشن اور ثانوی عمل دراصل دوائی عمل + جسمانی عمل ہوتا ہے۔

مثلاً ایک مریض کو آپ نے دوا دی جو علامات ۹، ۷، ۵، ۳، ۱ میں مبتلا تھا۔ یہ دوا انہی علامات پر مشتمل تھی جو مریض میں موجود تھیں۔ مثلاً ہم فرض کرتے ہیں 1 =

قبض، 3 = بخار، 5 = سردرد، 7 = پیاس، 9 = بے چینی کی علامات مریض میں موجود تھیں۔ اب قانون عمل اور رد عمل کے مطابق بالمثل دوا دینے سے اس کا رد عمل پیدا ہو گا۔ جو شفائی عمل ہے اور یہ علامات پیدا ہوں گی۔ 2 = نارمل حاجت، 4 = نارمل جسمانی حرارت، 6 = نارمل خشکی یعنی کوئی پیاس نہیں، 8 = سردرد غائب، 10 = جسمانی و ذہنی سکون دیکھئے شکل نمبر ۱

بیماری کی حالت P= [1,3,5,7,9]

جسمانی بیماری | دوائی بیماری

عمل A 1 3 5 7 9 | 1 3 5 7 9 A

انسانی جسم

جسمانی رد عمل کا نتیجہ صحت

جو دوائی عمل کے الٹ تھا

B 2 4 6 8 10

جسمانی رد عمل

شکل نمبر ۱

E : : :

جسمانی بیماری | دوائی بیماری

عمل C 1 3 5 7 9 | 2 4 6 8 10 C

9

۷ جسمانی رد عمل کا نتیجہ بیماری

جو دوائی عمل کے الٹ تھا

1 3 5 7

جب ہم X دوا دیں گے تو یہ اپنی علامات جسمانی رد عمل ابھارے گی اور شفا کی علامات پیدا کرے گی۔ جسے ہم

Q = [2,4,6,8,10]

سے ظاہر کرتے ہیں یہ وہی حالت ہے جسے ہم صحت یا شفا کی حالت کہتے ہیں۔ اور یہ حالت ایسی ہے کہ اگر کوئی اندرونی رکاوٹ موجود نہ ہو تو یہ استقرار پذیر رہے گی اور اسے اضافی ہدایات (خوراک، آرام، رہن سہن) میں تبدیلی مزید طاقتور کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ مریض مکمل شفایاب ہو جائے۔

اب آپ اسی طرح ایک اور صورت پر غور کریں مندرجہ بالا مریض جو علامات 9,7,5,3,1 کی بیماری میں مبتلا ہے اسے ہم علامات Q = 10,8,6,4,2 پر مشتمل دوا دیتے ہیں اس سے فوری سکون ہوتا ہے اور شفا جیسی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جو دراصل دوائی ایکشن (پرائمری ایکشن) ہوتا ہے۔ لیکن جیسے ہی جسمانی عمل (رد عمل ہوتا ہے) پہلے والی علامات 1,3,5,7,9 پھر ظاہر ہو جاتی ہیں جو کہ دراصل مریض میں موجود بیماری کی علامات ہیں۔ گویا بالضد دوا نے صرف وقتی سکون پیدا کیا۔ دیکھئے شکل نمبر ۲، یعنی ہم یہ باآسانی کہہ سکتے ہیں کہ عمل اور رد عمل کے قانون سے بھی قانون بالمثل کی حقانیت ثابت ہوتی ہے۔ اور نیز یہ بھی کہ بالضد دوا میں اگر ایگراویشن نہیں ہوتا تو اس میں سکون بھی وقتی ہے۔ اور شفا ہونا تو ممکن ہی نہیں اور Palliation کسی طبیب حاذق کا منتہائے مقصود نہیں۔

ہومیو پیتھی ایک اصولوں پر مبنی علاج ہے اور مفرد بالمثل دوا کا اصول اس کے بنیادی ستونوں میں سے ایک ہے اور یہ وہ ستون ہے کہ جس کے گرا دینے کے بعد

عمارت میں صرف کھنڈرات ہی باقی رہ جائیں گے۔ اگر بالمثل دوا دینے میں ایگریویشن کا خطرہ ہے تو آپ پوٹنسی تبدیل کریں نہ کہ اصول ہی تبدیل کر دیں۔ اگر موجودہ پوٹنسیاں ناکافی ہیں تو نئی پوٹینسی پر تحقیق کریں (اصول تو آپ جانتے ہی ہیں) ہنیمن کی Organon کے آخری پیرا میں غور و فکر اور عمل کے لئے کافی مواد ہے۔

ہومیو پیتھی میں تحقیق بنیادی اصول کے دائرے میں رہتے ہوئے ہی ہو گی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بلا ثبوت ہی کسی بنیادی اصول سے انحراف کو جائز قرار دے لیا جائے ہومیو پیتھی میں تحقیق، نئی دواؤں کی شمولیت، ایگریویشن کی تخفیف، دواؤں کی اور شفا کے راستے میں نئی رکاوٹیں (دو عالمگیر جنگیں، وبائیں، قحط سالیاں وغیرہ) شفا کو زیادہ مشکل بنا دینے جیسے موضوعات پر تو ہو سکتی ہیں لیکن اگر یہ تحقیق بنیادی اصولوں پر ہی شروع ہو گئی تو وہ ہومیو پیتھی نہیں کچھ اور ہی ہو گا۔

ڈاکٹر صاحب سے بصد احترام گزارش کہ وہ بالضد کی بجائے ذرا Curative Action پر غور فرمائیں۔ انشاء اللہ خود بھی الجھن سے محفوظ رہیں گے اور میرے جیسے بھائیوں کو الجھن میں مبتلا نہیں کریں گے۔ کائنات مفروضوں پر نہیں چلتی۔ رد عمل اپنا علیحدہ وجود نہیں رکھتا بلکہ یہ عمل ہی کا جواب ہوتا ہے۔ یعنی عمل کے لئے عمل کی سمت تبدیل کرنے والا وجود ہونا ضروری ہے۔ وہ کوئی عمل نہیں کرتا بلکہ اس کی صرف سمت تبدیل کرتا ہے۔ اس طرح جسم بھی دوا کے جواب میں صرف سمت تبدیل کرتا ہے اور اسی قوت سے شفا بخش قوتوں (قوت مدافعت) کو بیدار جس قوت کی اس پر دوا عمل کرتی ہے اگر ہم بالمثل دوا دیں گے تو رد عمل میں شفا پیدا ہو گی جبکہ بالضد سے وقتی سکون اور بیماری میں اضافہ یہ وہ مشاہدہ ہے جو روزمرہ کی پریکٹس

میں ہر معالج کے سامنے آتا ہے۔ ہومیو پیتھی دوا سے شفا اور ایلو پیتھی سے وقتی سکون اور مرض میں اضافہ۔

ہانیمین اعظم کا یہ فرمان آج بھی سورج کی طرح چمک رہا ہے کہ کسی بھی مرض کی شافی دوا صرف مفرد بالمثل دوا ہی ہوتی ہے۔ اس کو صرف مفروضوں سے نہیں جھٹلایا جا سکتا۔ جبکہ تجربہ اس کی صداقت پر دال ہے۔ بالضد اور ہومیو پیتھی آگ اور پانی ہیں جن کا ملاپ ناممکن ہے۔ اور انہیں کسی بھی طرح یکجا نہیں کیا جا سکتا۔

کتابیات

۱۔ معالج فروری ۱۹۹۳ء، ۲۔ معالج اپریل ۱۹۹۳ء، ۳۔ آرگنن ایڈیشن، ۴۔ کینٹ فلاسفی۔

قارئین کے لئے نوٹ

۱۔ رانا صاحب نے غلطی سے میرے نام کے ساتھ سحر لکھ دیا۔ میرا کوئی تخلص نہیں۔

۲۔ رانا صاحب ہی نہیں بلکہ دنیا میں کوئی بھی ہومیو پیتھ ایسا نہیں جو بالمثل کے قانون کو سمجھتا ہو۔ ہزاروں کتب صرف تاویلات پر مبنی ہیں۔

۳۔ قبض پر جب ہم اوپیم دیتے ہیں تو وہ آنتوں کے الحاقی ٹشوز میں مزید سکڑاؤ پیدا کرتی ہے۔ جب سکڑاؤ انتہا کو پہنچتا ہے تو رد عمل میں عضلاتی ٹشوز ایکٹو ہوتے ہیں اور

Peristatic فعل دوبارہ شروع ہو جاتا ہے۔ پیشاب بند ہونے کی صورت میں ایکونائٹ مثانہ کے Sphincter کو مزید سکیڑتی ہے اور رد عمل میں Sphincter کھل جاتا ہے۔ اگر آپ ایکونائٹ کی بجائے جیلسی میم دیں تو وہ Sphincter کے الحاقی ٹشوز کو نہیں چھیڑے گی بلکہ اپنے فطری یا پرائمری ایکشن میں مثانے کے عضلات کو تحریک دے گی۔ یہاں یہ دونوں دوائیں ایک دوسری کی ضد ہونے کے باوجود عمل ہے مماثل ہیں۔ وضع حمل کے وقت رحم پر بھی دونوں دواؤں کے اسی طرح اثرات ہیں۔ جیلسی عضلات کو تحریک دیتی ہے اور حرکت لاتی ہے (حرکت عضلات کی فطرت ہے) اور ایکونائٹ Connective Tissue کے مماثل ہے، سختی اور سکڑاؤ لاتی ہے۔ رحم کے منہ کی سختی ایکونائٹ کے بھی سیکنڈری ایکشن میں قائم ہوتی ہے اور جیلسی کے بھی سیکنڈری ایکشن ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں دوائیں آپس میں بھی مماثل نہیں اور اس دوا (مثلاً نیٹرم میور) سے بھی مماثل نہیں جو براہ راست رحم کے Epithelial Tissues کو متاثر کر کے تحلیل لاتی ہے اور منہ کھلتا ہے۔

ڈاکٹر رانا محمد عنائت صاحب کو میرا جواب

محترم جناب ڈاکٹر رانا محمد عنائت صاحب

السلام علیکم۔ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ جون ۱۹۹۳ء کے معالج میں آپ کا مضمون "ایک مریض کی صرف ایک شفا بخش دوا" پڑھا تھا۔ کئی بار آپ کو خط لکھنے کا سوچا مگر وقت نہیں مل رہا تھا۔ آج تھوڑا سا وقت ہے سوچا آپ سے دو دو ہاتھ کر لیتے جائیں۔

جنوری میں شائع ہونے والے میرے دو سوالوں کے جواب آپ نے مجھے روانہ کئے۔ دو باتیں ان جوابات میں بڑی عجیب تھیں ایک یہ کہ آپ کی تحریر سے ظاہر ہوتا تھا جیسے یہ دو سوال تو بات ہی معمولی سی ہے اور دوسری یہ کہ آپ سوالوں کا جواب دینا تو ایک طرف رہا سوالوں کو ہی نہ سمجھ سکے۔ فروری میں میرا مضمون "ایک مریض کی دو مفرد ادویات" چھپا۔ جون ۱۹۹۳ء میں آپ کی تنقید مذکورہ بالا عنوان کے تحت شائع ہوئی۔ یہ تنقید پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ آپ میرا موقف نہیں سمجھ سکے بلکہ آپ ہومیو پیتھی سے بھی نابلد ہیں اور ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کی اکثریت کی طرح افسانہ نگاری کرنا ہی جانتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ سوالوں کے جواب نہ دے سکنے کا آپ کو رنج تھا۔ کیا آپ نے مضمون لکھنے یا شائع ہونے کے بعد محسوس نہیں کیا کہ آپ کی تنقید تعصب پر مبنی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ

میں آپ کے مضمون پر کیا تبصرہ کروں۔ نہ آپ عمل اور رد عمل کو جانتے ہیں اور نہ جسم اور دوا کے تعلق سے واقف ہیں۔ آپ نے اپنے مضمون میں جو دو گراف دیئے ہیں ان میں تعصب تو نظر آتا ہے تحقیق نظر نہیں آتی۔ میں نے ہومیو پیتھک ڈاکٹرز کی سوچ بڑھانے کے لئے عمل اور رد عمل کے تحت دو ادویات کی بات کی ہے ورنہ یہ رد عمل تو سامنے ہوتے ہیں اور دائرے میں گھومتے ہیں اور اس طرح ہر رد عمل پھر ایک عمل ہوتا ہے اور ایک مریض کی آٹھ مماثل ادویات بنتی ہیں۔ ماہنامہ معالج نے شاید آپ کا دل رکھنے کے لئے آپ کا مضمون شائع کیا ورنہ آپ کا مضمون ہومیو پیتھی کے لئے ایک اچھا خاصا مذاق ہے اور ہومیو پیتھی کو ذلیل کرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

آپ کو تو یہ بھی علم نہیں کہ ایلو پیتھی علاج بالضد نہیں ہے محض فسٹ ایڈ ہے اور کامیاب اور ماڈرن قسم کی فرسٹ ایڈ۔ ایلو پیتھی تو بالضد علاج سے بحث ہی نہیں کرتی۔ اس وقت میرے سر میں درد ہو رہا ہے یہ سر درد یا تو کسی دوا کا پرائمری ایکشن ہے اور یا کسی دوا کا سیکنڈری ایکشن۔ فائی ٹولا کا اپنے سیکنڈری ایکشن میں موٹاپا لانا ہے۔ یہی کام لیموں اور دوسری ترش اشیاء کا ہے اور پلسٹلا اپنے پرائمری ایکشن میں موٹاپا لاتی ہے۔ یقین نہ آئے تو دو موٹے مریضوں میں سے ایک کو فائی ٹولا کا دیں اور دوسرے کو پلسٹلا، دونوں کا وزن کم ہو گا۔ پلسٹلا اور ایسٹروجین ہارمون دونوں اپنے پرائمری ایکشن میں موٹاپا پیدا کرتے ہیں۔ ایسٹروجین کا عمل ختم ہوتا ہے تو ماہواری آتی ہے۔

آپ نے مجھ سے اور ایلو پیتھی سے تعصب کی بنا۔ پر یہ سمجھ لیا کہ میرے

سردرد پر اسپرین کھانا علاج بالضد ہے۔ بدہضمی کے سردرد پر اسپرین یا کوئی بھی Pain Killer دوا دینا بالضد نہیں ہوتا آپ اسے امالہ کہہ سکتے ہیں کہ قوت حیات کی توجہ زبردستی ایسے اعضاء کی طرف موڑ دینا کہ جن کا مرض سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ آپ نے جس کو 10,8,6,4,2 علامات پیدا کرنے والی دوا کہا ہے اس سے مراد آپ نے بدہضمی کے سردرد کے لئے اسپرین لی ہے۔ آپ نے تو شائد اتنا بھی غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ پیاس کا علاج بالضد سے کیا جاتا ہے یعنی پانی پی کر۔

سمجھ نہیں آتی کہ میرے موقف کو ایک عام آدمی سمجھ جاتا ہے ہومیو پیتھک ڈاکٹرز کو سمجھ نہیں آتی۔ ایک طرف آپ عمل اور رد عمل کو علیحدہ نہیں کر رہے اور دوسری طرف بالضد اور بالمثل کو آگ اور پانی کا ملاپ کہہ رہے ہیں۔

آپ نے کتنی آسانی سے کہہ دیا کہ "انشاء اللہ خود بھی الجھن سے محفوظ رہیں گے اور میرے جیسے بھائیوں کو الجھن میں مبتلا نہیں کریں گے" میرا موقف آج نہیں تو کل مان ہی لیا جائے گا۔ ایک بالکل واضح تھیوری پر بے تکی تنقید کر کے الجھن میں تو آپ نے لوگوں کو مبتلا کیا ہے۔

آپ کی تحریر سے آپ کی ہومیو پیتھی سے واقفیت کا تو مجھے علم ہو ہی گیا ہے۔ ایک دفعہ پھر آپ کو بینڈو مثال سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ شاید اس طرح آپ کو پتہ چل جائے کہ ایک مریض کو دو مماثل ادویات ہوتی ہیں۔

ایک درخت کی ٹہنی کو ایک بار نیچے کو کھینچ کر چھوڑ دیں۔ وہ جتنی اپنے اصل مقام سے نیچے آئی تھی اتنی ہی اصل مقام سے اوپر جائے گی۔ نیچے آنا عمل تھا اور اوپر جانا رد عمل۔ اب اسی ٹہنی کو اصل مقام سے اوپر لے جائیں وہ رد عمل میں اتنی ہی نیچے

جائے گی۔ اگر اب بھی آپ کو سمجھ نہ آئے تو پھر کیا ہو سکتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ یہ بات بھی نہ جان سکے کہ میں نے ایک مریض کو اکٹھی دونوں ادویات دینے کی بات ہی نہیں کی اور نہ ہی دو ادویات اکٹھی دی جا سکتی ہیں۔ یہاں تک کہ ایک ہی جیسی علامات اپنے پرائمری ایکشن میں پیدا کرنے والی دو مماثل ادویات بھی خام حالت میں اکٹھی نہیں دی جا سکتیں کیونکہ مماثل ہونے کے باوجود ہمارے پاس کوئی ایسا پیمانہ نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ ان کی قوت اثر ایک جتنی ہے یا نہیں۔

اگر آپ کو اب سمجھ آ گئی ہو تو زندہ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے معالج میں اپنے خیالات کی تردید شائع کرا دیں تاکہ قارئین کی الجھن ختم ہو جائے۔ اگر آپ تعصب سے کام لیتے ہوئے پھر کچھ لکھیں گے تو صرف میری مخالفت میں ہومیو تھیوری سے بہت دور ہو جائیں گے۔

اگر آپ جواب دینا چاہیں تو جس طرح کا لہجہ مرضی ہے اختیار کریں۔ علمی بحث میں نہ میں لحاظ کرتا ہوں اور نہ آپ سے کسی لحاظ یا رعایت کی توقع کروں گا۔

قارئین کے لئے نوٹ

۱۔ امالہ کو آپ Palliation کہہ سکتے ہیں۔ Congestive Headache کی صورت میں ہم بستری کرنے یا کمر سے نیچے کے اعضاء کو تھوڑی دیر کے لئے ٹھنڈے پانی میں رکھنے سے سردرد کو آرام آنا Palliation ہوتا ہے۔

دوران خون سر سے ہٹ کر جنسی اعضاء کی طرف آجاتا ہے یا ٹانگوں کو گرم کرنے کے لئے ٹانگوں کی طرف دوڑتا ہے۔ یہ علاج بالضد نہیں ہوتا۔ اس کو آپ فرسٹ ایڈ کہہ سکتے ہیں۔

۲۔ صحرا میں پیاسے کو پانی پلانا علاج بالضد ہے۔ اگر پانی نہ ملنے کی صورت میں اس کی یکسوئی (Concentration) پیاس پر بندہ جائے تو اسے ٹھنڈے چشموں کی Hallucination ہوتی ہے۔ یکسوئی پہلا عمل ہے اور Halucination دوسرا عمل یا رد عمل ہے۔ اگر پیاسے کو مارنا شروع کر دیا جائے تو اس کی توجہ پیاس سے ہٹ کر درد کی طرف ہو جائے گی۔ یہ اذالہ یا Palliation ہے۔ اور ایسا ہی ظلم ایلوپیتھی کرتی ہے۔

۳۔ ہو بہو بالضد دوا دینے سے مرض لوٹ کر نہیں آتا بلکہ حس مفرد عضو نے قربانی دی ہوتی ہے اسے ثواب یا صلہ ملتا ہے۔ چنبل سردی کا مرض ہے اور ہائیڈرو کو ٹائل گرم دوا ہے۔ ہومیوپیتھک ڈاکٹر تو یہ بات بھی نہیں جانتا کہ وہ ہائڈرو کو ٹائل سے مدد شکیر میں علاج بالمثل نہیں بلکہ علاج بالضد کرتا ہے۔

۴۔ آپ لوگوں کو میری باتیں کڑوی تو لگتی ہوں گی لیکن یہ بتائیں کہ آپ کے پاس علامت اور دوا کے سوا ہے کیا؟ ذاتی مفادات کے لئے آپ Associations تو بڑی جلدی بنا لیتے ہیں اور کونسل کی رکنیت کے لئے بڑی دھوپ کرتے ہیں لیکن حس کے کندھے پر رکھ کر یہ سارا کچھ کرتے ہیں اس کا پتہ ہی نہیں کہ وہ ہے کیا؟

نوسوڈز کی حقیقت

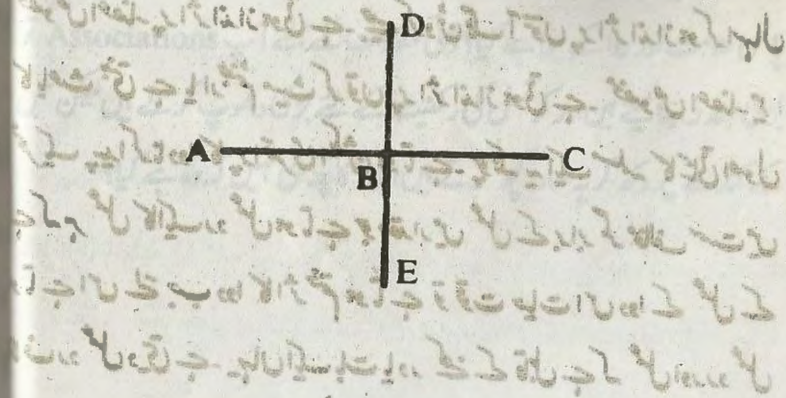
ہومیوپیتھی کو اس وقت تک نہیں سمجھا جا سکتا جب تک پرائمری اور سیکنڈری ایکشن کو نہ سمجھ لیا جائے اور اگر پرائمری اور سیکنڈری ایکشن کو سمجھ لیا جائے تو پھر ہومیوپیتھی میں کوئی ایسی چیز نہیں رہ جاتی جو سمجھی نہ جا سکے۔ میں نے حمید میموریل ہومیوپیتھک کالج لاہور کے طلباء کو مسلسل پانچ ہفتے پرائمری اور سیکنڈری ایکشن پڑھایا۔ ان پانچ ہفتوں میں صرف چند طلباء اس بنیادی فلسفہ کو ۲۵ فیصد سمجھ سکے۔ فلسفہ انتہائی مشکل نہیں بات صرف اتنی ہے کہ ہم لوگوں کی اکثریت کا مقصد صرف [illegible] کا حصول ہے اس مضمون میں میں نوسوڈز کی حقیقت اسی فلسفہ کے تحت سمجھانے کی کوشش کروں گا مگر پہلے اس فلسفہ سے تعارف ضروری ہے۔

ہم جب بھی کوئی دوا غذا یا زہر کھاتے ہیں تو وہ ہمارے جسم میں مخصوص لائن پر مخصوص اعضاء پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جیسے کروٹن ٹگ آنتوں پر اثر انداز ہو کر اسہال کا باعث بنتی ہے یا ارجنٹم میٹ کرتوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مخصوص اعضاء میں تحریک پیدا کرنا دوا کا پرائمری ایکشن ہوتا ہے۔ چونکہ یہ ایک مسلمہ کائناتی اصول ہے کہ ہر عمل کا ایک رد عمل ہوتا ہے جو مقدار میں عمل کے برابر مگر مخالف سمت میں ہوتا ہے اس لئے جب دوا کا اثر ختم ہوتا ہے تو قوت حیات اس دوا کے عمل کے خلاف رد عمل دیتی ہے۔ یہاں ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عمل اور رد عمل

کے اوقات میں فرق ہو سکتا ہے مقدار میں فرق نہیں ہوتا۔ جب تک کہ رد عمل کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ پیدا کی جائے۔ یہ بات ہمیشہ کے لئے یاد رکھنے کے قابل ہے اس لئے اسے محض پڑھ کر خاموش نہ کریں۔ اگر آپ کو اب اس کی سمجھ نہ آئے تو کچھ عرصے بعد آ جائے گی۔

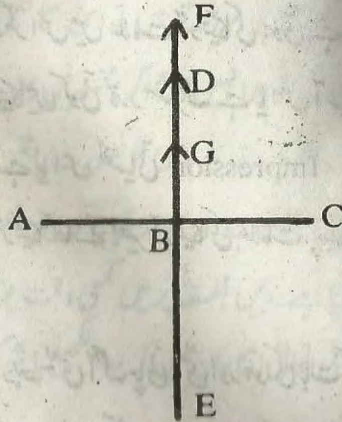
جب بھی کوئی شخص حالت صحت میں آرنیکا کھا لے اس کا سارا عضلاتی نظام زیادہ کام کرنے لگے گا۔ جب آرنیکا کا اثر ختم ہو گا تو قوت حیات اس کے خلاف رد عمل دے گی یہ رد عمل محض نیوٹن کے تیسرے قانون کے ماتحت کر کے ہم بات کو گول نہیں کر سکتے جس طرح ہماری ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کی عادت ہے کہ ہر بات قوت حیات کے کھاتے میں ڈال کر خود تحقیق سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں بلکہ آرنیکا کے عمل کے دوران حرکی توانائی ضرورت سے زیادہ پیدا ہوتی اور آپ جانتے ہیں کہ حرکی توانائی حرارتی توانائی میں بدلتی ہے اس لئے اب جگر جو حرارت اور ربوبیب کا منبع ہے وہ زیادہ ایکٹو ہو گیا۔ یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عمل اور رد عمل دونوں کے دوران الیکٹریکل، فزیکل اور کیمیکل تبدیلیاں پیدا ہوتی ہے۔

اب اس گراف کو غور سے دیکھیں۔



اس میں خط ABC حالت صحت ہے۔ آپ نے آرنیکا کھائی اور عمل BD ہوا۔ عمل جب ختم ہوا تو قوت حیات نے رد عمل BE دیا۔ کسی بھی دوا کے جسم میں ممکنہ اثرات رد عمل ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ انتہائی پیچیدہ ہے اور جلدی سمجھ میں آنے والا نہیں۔ صرف اشارتاً بتاتے دیتا ہوں کہ الیکٹریکل اور کیمیکل تبدیلیوں کے حوالے سے ہر عمل کا رد عمل بھی ایک عمل ہوتا ہے۔

اب اگر ہمارے پاس کوئی مریض آرنیکا کا آتا ہے تو اس نے آرنیکا کھائی نہیں ہوتی بلکہ اس میں علامات آرنیکا کی دیکھتے ہیں۔ یہ علامات یا تو آرنیکا کی پرائمری علامات ہوتی ہیں یا قوت حیات کا رد عمل یا سیکنڈری علامات ہوتی ہیں۔ اگر پرائمری علامات میں آرنیکا اگر قلیل مقدار میں دیا جائے یا اونچی پوٹینسی وہ اپنی قوت اثر سے مرض میں اضافہ کرے گی کیونکہ یہ اس کی فطرت ہے۔



پھر جتنا عمل ہو گا اتنا رد عمل ہو گا۔ اس گراف کو دیکھیں۔ آرنیکا کے مریض میں

مرض نقطہ D تک تھا آپ نے مریض کو آرنیکا 30 دی جس سے مرض میں نقطہ تک اضافہ ہوا۔ جوں ہی عمل ختم ہوا ردِ عمل شروع ہوا اور نقطہ G تک مرض نیچے آ اس کے برعکس اگر مریض آرنیکا کا ردِ عمل لے کر آیا ہے جس میں خواہ گرمی سے فائیڈ ہے یا سردی سے نمونیا اور خواہ مرطوبیت سے جوڑوں کی دردیں۔ جب ہم ا آرنیکا دیں گے تو آرنیکا نے عضلاتی نظام کو ایکٹو کرنا ہے یہ اس کی فطرت ہے مرض میں براہ راست کمی آئے گی کوئی Aggravation نہیں ہو گا۔ چونکہ میٹریا میڈیکا دوا کے خواص کے حوالے سے پرائمری اور سیکنڈری علامات ناواقف ہے اس لئے ہم بہت زیادہ حد تک اندھیرے میں ہیں۔

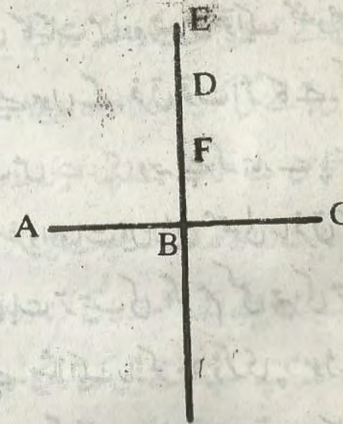
نوسوڈز کی طرف آنے سے پہلے ایک فلسفہ واضح کرنا اور ضروری ہے اور وہ فل ہے ترکیب اور ترتیب کا۔ آپ سب جانتے ہیں کہ آرنیکا کا مریض آرنیکا کھا کر آ کے پاس نہیں آتا مگر اس میں علامات آرنیکا کی ہوتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے اس غذا میں اور آرنیکا میں کوئی قدر مشترک ہے یا اس آب و ہوا یا موسم اور آرنیکا کوئی قدر مشترک ہے یا اس نفسیاتی Impression میں اور آرنیکا میں کوئی ق مشترک ہے تبھی آرنیکا کھائے بغیر آرنیکا کی علامات پیدا ہوتیں۔ وہ قدر مشترک ک ہے؟

اگر میں عناصر اربعہ یعنی آگ پانی مٹی اور ہوا کی بات کروں گا تو آپ نے میر بات نہیں ماننی کیونکہ یورپی سائنس دان ان بنیادی بسیط عناصر کے انکاری ہیں لہذا آپ کو رنگوں سے سمجھاتا ہوں۔ آپ سفید، نیلا، سرخ اور پیلا چار رنگ لیں۔ چاروں رنگوں میں سے ایک ایک پاؤ رنگ لے کر انہیں آپس میں ملائیں آپ کو ایک

رنگ ملے گا۔ اب ایک ایک چھٹانک رنگ لے کر انہیں ملائیں تو بھی آپ کو وہی رنگ ملے گا۔ ایک ایک تولہ، ایک ایک رتی، ایک ایک چاول لے کر ملائیں تو بھی آپ کو وہی رنگ ملے گا۔ اب اگر آپ اس نئے رنگ کو گلاس میں ڈالیں تو زیادہ رنگ تھوڑی جگہ گھیرے گا اور پلیٹ یا ٹرے میں ڈالیں تو تھوڑا رنگ زیادہ جگہ گھیرے گا۔ اس کائنات میں وہ چیزیں جو ایک مخصوص رنگی تناسب پر آتی ہیں ان کے افعال ایک جیسے ہوں گے۔ فرق قوت اثر کا ہے۔ کہیں سلیشیا گلاس میں ہے تو کہیں پلیٹ میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے پاس ایک ہی مرض یا علامت کی دسیوں گروہوں مفرد ادویات ہیں۔ بس معمولی سا فرق کائنات کے وراثتی کے اصول کا ہے۔ اب رہی بات ترتیب کی۔ اگر ہم کسی چیز کی ترتیب بدل دیتے ہیں تو اس کا فعل بدل جاتا ہے۔ مثلاً ایک راڈ کو ۹۰ ڈگری پر موڑتے ہیں تو اس کا فعل کچھ اور ہے اور اگر اسے ۷۰ ڈگری پر موڑتے ہیں تو اس کا فعل بدل جاتا ہے۔ پنکھے کے پروں کو سیدھا رکھا جائے تو ہوا نہیں دیتا اگر مخصوص زاویہ پر موڑا جاتے تو ہوا دینے لگتا ہے۔ ترتیب کے فلسفہ سے دو بڑی خوبصورت باتیں ملتی ہیں ایک یہ کہ اصول اپنی جگہ فطرت بدل سکتی ہے اور دوسری یہ کہ یہی فلسفہ ہمیں بتاتا ہے کہ ہومیو پیتھک دوا کے اندر کیا ہے۔ اس فلسفہ پر میں کسی وقت پورے دلائل کے ساتھ آپ کے سامنے آؤں گا۔ فی الحال اتنا جان لیں کہ دوا الکحل یا شوگر آف ملک کی فطرت اپنے جیسی کر لیتی ہے۔

اب ہم نوسوڈز کی طرف آتے ہیں۔ جو کچھ پہلے بیان کر چکا ہوں اس کی روشنی میں نوسوڈ بھی دوا ہوتی ہے۔ اس کی بھی ایک مخصوص فطرت ہوتی ہے اور اس کا بھی ایک

پرائمری ایکشن ہوتا ہے۔ اگر آپ دونوں گرافوں پر غور کریں تو آپ بڑی آسانی سے سمجھ جائیں گے کہ یہ بات غلط ہے کہ جس مریض کا نوسوڈ ہو اس پر عمل نہیں کرتا بلکہ ان گرافوں کو سمجھ لینے کے بعد آپ کو دوائیں بھی تلاش نہیں کرنا پڑیں گی آپ مریض کے نوسوڈ کو ہی بروئے کار لائیں گے۔



اب اس گراف کو دیکھئے یہ ایپس کے Tonsilitis کا کیس ہے۔ ٹانسلز سے پیپ آ رہی ہے۔ ایپس کے ورم کا آخری درجہ پیپ کا ہوتا ہے۔ فرض کریں کہ Tonsilitis کی پیپ ایپس کا پرائمری ایکشن ہے۔ اب آپ کے پاس دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ کہ مریض کو ایپس دیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ Tonsilitis کی پیپ دیں۔ دونوں صورتوں میں یہ دیکھنا لازمی ہو گا کہ دونوں دوائیں مرض کے درجہ کے حساب سے Ionized اور Potentized ہوں۔ دونوں دوائیں ایک جیسا کام کریں گی مگر Aggravation ضرور ہو گا اور پہلے مرض نقطہ D سے

نقطہ E تک جائے گا اور پھر نقطہ F پر آئے گا۔ ایپس نے بھی متاثرہ جھلی پر کام کرنا ہے اور پیپ نے بھی متاثرہ جھلی پر ہی کام کرنا ہے جس کی وہ پیداوار ہے۔ یہ بات پھر ذہن نشین کر لیں کہ ہر دوا مخصوص مفرد اعضاء پر مخصوص کام کرتی ہے۔ جن لوگوں کو حق الیقین چاہیے وہ نزلہ، Tonsilitis اور اسی طرح کے دوسرے مواد دار امراض کو انہیں مواددں سے ٹھیک کر کے دیکھ لیں۔ یہ جو میں نے صلیب بتائی ہے اس کی روشنی میں صرف یہ دیکھنا ہو گا کہ مرض کی اونچائی کتنی ہے اور مرض کی حالت کیا ہے اس حساب سے بڑی آسانی کے ساتھ پوٹینسی کا انتخاب ہو سکتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ پوٹینسی کا انتخاب محض تک بندی نہیں بلکہ ایک سائنس ہے جس کو بڑی آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

حاد امراض اور ایمرجنسی میں ہومیو پیتھی کا کردار

حاد مرض اور ایمرجنسی ایک ہی چیز ہیں جن سے مراد ایسا ذہنی یا جسمانی بگاڑ ہے جو شدید نوعیت کا ہو اور چند منٹوں، چند گھنٹوں یا چند دنوں میں یا تو مریض کی جان لے لے یا قوت حیات اسے رفع کر دے اور یا وہ مزمن صورت اختیار کر جائے۔ حاد اور ایمرجنسی امراض کے سلسلے میں دو بڑے دلچسپ نکتے ہیں جن کی طرف بہت کم لوگوں کا دھیان جاتا ہے۔ پہلا یہ کہ کتنی مقدار مرض کو حاد مرض یا ایمرجنسی کہا جائے اور دوسرا نکتہ یہ کہ حاد مرض یا ایمرجنسی کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے۔؟ عام زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کا بہت سارا خون بہہ گیا اور اس نے کہہ دیا کوئی بات نہیں اور ایک دوسرے آدمی کو کانٹا چبھا تو اس نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ لہذا ہم مقدار اور ابتداء کا تعین اس طرح کریں گے کہ حاد مرض یا ایمرجنسی کسی انفرادی جسم یا جسم کے انفرادی اعضاء کی حساسیت کے راست متناسب ہوتی ہے اور جہاں سے جسم انسان کے افعال میں بگاڑ کی ابتداء ہوتی ہے وہیں سے ایمرجنسی کی ابتداء ہوتی ہے۔ خواہ وہ محض کانٹا چبھنا ہی کیوں نہ ہو۔ میرے اس موقف کو سمجھ لینے کے بعد آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ہمارا کام کہاں سے شروع ہوتا ہے۔

اس کائنات کا بنیادی یونٹ ایٹم دو ویلنسیوں کا حامل ہوتا ہے۔ وہ الیکٹران دے بھی سکتا ہے اور لے بھی سکتا ہے۔ یعنی اس کے اندر دوسروں کو متاثر کرنے اور

[illegible] متاثر ہونے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ یہ دونوں صلاحیتیں انسان [illegible] کائنات کی ہر چیز میں موجود ہیں۔ متاثر ہونے کی صفت جسے ہم استعداد [illegible] جسم انسان میں اس کے ورثہ اور جغرافیہ سے آتی ہے۔ ورثہ کی مثال [illegible] ایک سورک مزاج آدمی ذرا سی سردی کو قبول کر لیتا ہے اور جغرافیہ کی [illegible] مثلاً کی ساخت یا مٹی پر محض گرم کمرہ ہی ایمرجنسی طاری کر دیتا [illegible]

[illegible] فلسفے کی رو سے آپ کو اندازہ ہو گیا کہ آپ کا کام کانٹا چبھنے [illegible] اور متاثر کرنے اور متاثر ہونے کے فلسفے کی کو پیش نظر رکھتے [illegible] جان لینا چاہئے کہ اس کائنات کی ہر چیز جسم انسان کو متاثر کر سکتی ہے۔ [illegible] کی ہر چیز ایمرجنسی نافذ کرنے کا محرک یا سبب ہے۔ متاثر کرنے [illegible] ماحول سے بھی آ سکتے ہیں جیسے گھاس پر بیٹھے ہوتے بچھو ڈنگ مار [illegible] ماحول سے بھی جیسے سورج کروڑوں میل دور بیٹھا ہمیں سن سٹروک میں [illegible] کر دیتا ہے۔

[illegible] حضرات مجھے استعداد قبولیت اور اسباب کی تفصیل میں جانا پڑ رہا ہے۔ [illegible] استعداد قبولیت اور اسباب کے دائرہ کار کا اندازہ نہیں ہو گا ہم حاد [illegible] جنسی کی وسعت کو نہیں جان سکتے۔ جسم انسان کو متاثر کرنے والے [illegible] ہوتے ہیں مادی، نفسیاتی اور کیفیاتی۔ یہ اسباب انسان کے ماحول سے آتے [illegible] انسان چونکہ اس کائنات کا حصہ ہے اس لئے پوری کائنات اس کا ماحول ہے [illegible] اسباب کی مادی صورت غذا، دوا، زہر اور مادہ بحیثیت آلہ ہے۔ گو بھی کھانے سے

دست، سانپ کا زہر، اسپرین سے شاک، بجلی سے صدمہ، چاقو سے زخم، اولے پڑنا، آسمانی بجلی کا گرنا وغیرہ وغیرہ مادی اسباب کی چند مثالیں ہیں۔

نفسیاتی اسباب بھی ہمارے ماحول سے آتے ہیں۔ قریبی ماحول سے بھی وار ہو سکتے ہیں جیسے کسی کو گالی دی جاتے اور اس کا بلڈ پریشر ہائی ہو کر ایکوٹ نیس پیدا کر دے اور دور کے ماحول سے بھی وارد ہو سکتے ہیں جیسے امریکی عوام کی آزادی کا محض تصور کر کے ایک پاکستانی کا بلڈ پریشر لو ہو جاتے۔ نفسیاتی اسباب معاشرتی برائیوں کے راست متناسب ہوتے ہیں۔

اسباب کی تیسری قسم کیفیاتی ہے۔ یہ اسباب ہمارا موسم اور آب و ہوا فراہم کرتے ہیں۔ جیسے مرطوب علاقوں میں ملیریا، گرمیوں میں یرقان اور سردیوں میں نمونیا۔

اب خود اندازہ کیجئے کہ کہاں کہاں سے اور کیسی کیسی شکلوں میں اسباب آ کر جسم انسان پر ایمرجنسی طاری کر سکتے ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ ایک ہی مرض پیدا کرنے کی ان تینوں اسباب میں صفت موجود ہے۔ مادی اعتبار سے کثرت شراب نوشی اور گوشت خوری یرقان پیدا کرتی ہے۔ نفسیاتی اعتبار سے غصہ یرقان پیدا کرتا ہے اور کیفیاتی لحاظ سے موسم گرما یرقان کا باعث بنتا ہے۔

حساسیت اور استعداد قبولیت کے حوالے سے آپ کو اندازہ ہو گیا کہ انسانی جسم کتنی کمزور چیز ہے اور اسباب کے حوالے سے آپ کو اندازہ ہو گیا کہ کہاں کہاں سے اور کیسے کیسے مہیجات اور محرکات کبھی گولیوں کی شکل میں، کبھی راکٹوں کی شکل میں اور کبھی میزائیلوں کی شکل میں جسم انسان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ایمرجنسی نافذ کس طرح ہوتی ہے۔؟ ایمرجنسی کا نفاذ استعداد

[illegible] قبولیت اور سبب یا محرک کے باہمی ربط سے ہوتا ہے۔ یہاں ایک انتہائی ضروری بات آپ کے گوش گزار کر دوں کہ استعداد قبولیت اور سبب کی ویلنسیاں متضاد نہیں ہوتیں بلکہ ایک جیسی ہوتی ہیں اور یہی فلسفہ ہومیو پیتھی کی شان ہے جس کو بہت کم [illegible] جانتے ہیں۔

بات تو لمبی ہو رہی ہے مگر ایک اور نکتے کی وضاحت کیے بغیر حاد امراض اور [illegible] کی وسعت کا پورا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جسم انسان کی تین حالتیں ہوتی ہیں [illegible] صحت جس میں کوئی انسان ذہنی اور جسمانی طور پر بالکل فٹ، خوش اور [illegible] ہوتا ہے۔ دوسری حالت مرض جس میں کوئی انسان ذہنی یا جسمانی طور پر ان [illegible] اور بے سکون ہوتا ہے اور ایک تیسری حالت بھی ہوتی ہے جس میں [illegible] اپنے آپ کو صحت مند کہہ لے اور چاہے تو مریض کہہ لے۔ اس تیسری [illegible] کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک جیسے آپ میں سے کوئی صاحب میری تقریر سن کر [illegible] اور ناگواری محسوس کر رہے ہوں یا کوئی صاحب رات کو جاگتے رہے ہوں اور اب تھکن اور بوجھل پن محسوس کر رہے ہوں اور دوسری صورت مزمن مرض [illegible] بہت سارے لوگ کوئی نہ کوئی مزمن مرض لئے کاروبار زندگی [illegible] رہے ہوتے [illegible] مرض اصل اور فطری مزاج میں سوئے مزاجی کا نام بھی ہے اور اصل مزاج [illegible] ہٹ کر فطرت ثانیہ ہونے کا نام بھی ہے۔ اکیوٹ نیس یا ایمرجنسی دراصل اس دوسری حالت کا نام ہے جس کو میں نے حالت مرض سے تعبیر کیا ہے۔ جو حساسیت کے حوالے سے خواہ مرض کا نام ہماری کیوں نہ ہو۔ یہ اکیوٹ حالت صحت پر بھی وارد ہو سکتی ہے اور تیسری حالت پر بھی۔ جیسے مزمن مرض پر جب ایمرجنسی لاگو

ہوتی ہے تو سوئے مزاجی کے حوالے سے اسی مرض میں بھی شدت آ سکتی ہے جیسے ٹی بی کے مریض کو خون کی الٹیاں آنے لگیں اور سوئے مزاجی سے ہٹ کر بھی جیسے ٹی بی کے مریض کو ملیریا ہو جاتے۔

اب ہم نے دیکھنا ہے کہ ہومیو پیتھی اتنے وسیع موضوع کے ساتھ بحث کر سکتی ہے یا نہیں؟۔ اس سوال کا جواب بڑا مزے دار ہے۔ آپ سن کر ہنسیں گے بھی۔ ہومیو پیتھی پر ناز بھی کریں گے اور آپ کا مجھے داد دینے کو بھی جی چاہے گا۔ فرض کریں کہ ایک آدمی پر کسی نے جادو کر دیا اور وہ بیمار ہو گیا۔ اب جب وہ بیمار ہوا تو اس کا جسم کچھ علامات تو دے گا اور وہ علامات ہماری کسی نہ کسی دوا کی ہوں گی۔ خواتین و حضرات ! جس طرح ہر محرک جسم انسان کو متاثر کر کے اس میں امراض و علامات پیدا کرتا ہے اسی طرح ہومیو پیتھی کے فلسفے کے تحت ہر محرک امراض و علامات کا علاج بھی ہے۔ اگر ایمرجنسی کے اسباب کا دائرہ پوری کائنات پر محیط ہے تو فلسفہ ہومیو پیتھی کے تحت شفائی محرکات کا دائرہ بھی پوری کائنات پر محیط ہے۔ میں نے تھیوری کے حوالے سے آپ کو حاد امراض اور ایمرجنسی کی وسعت سے بھی آگاہ کر دیا اور ہومیو پیتھک علاج کی وسعت سے بھی۔ چونکہ بہت سارے مقررین نے حاد امراض اور ایمرجنسی پر ہومیو پیتھک ادویات کی فعالیت سے بحث کی ہے اور کرنی ہے اس لئے اس سلسلے میں میں ایک ہی بات کہوں گا کہ جب مرض کے محرک کی علامات اور شفائی محرک کی علامات میں مماثلت ہو جاتی ہے تو افاقہ دوا کے جسم میں داخل ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ آپ نے کئی بار دیکھا ہو گا کہ ادھر کالوسنتھ اندر گئی ادھر جسم سیدھا ہونا شروع ہو گیا۔ بیلا ڈونا اندر پہنچی مریض نے ہاتھ پاؤں مارنا چھوڑ

[illegible] دورے کی حالت میں اندر گئی تھوڑی ہی دیر بعد ننگے پاگل نے [illegible] لئے۔ خواتین و حضرات ہومیو پیتھی میں ہر ایمرجنسی کی دوا ہے اور [illegible] کی شدت اور خفت کے حوالے سے اونچی اور نیچی پوٹینسی موجود ہے۔

اب [illegible] دیکھنا ہے کہ ہومیو پیتھک ڈاکٹر کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ چند منٹ پہلے [illegible] تھے کہ ڈاکٹر گلزار استعداد قبولیت، اسباب اور حساسیت کو خواہ [illegible] کسپیڈ رہا ہے۔ اب آپ محسوس کریں گے کہ وہ سب کچھ ضروری تھا۔ [illegible] ڈاکٹر کی پہلی ذمہ داری استعداد قبولیت کے حوالے سے ہے کہ وہ [illegible] جغرافیہ اور اپنے ماحول کے افراد کی مٹی سے واقف ہو۔ اور دوسری [illegible] اسباب کا علم ہے۔ مادی لحاظ سے اسے پتہ ہونا چاہیئے کہ آلو کھانے سے [illegible] کس دوا کی علامات پیدا ہوتی ہیں۔ گوشت کھانے سے کونسی اور کس دوا کی [illegible] پیدا ہوتی ہیں اور آلو گوشت کھانے سے کس دوا کی علامات پیدا ہوتی ہیں۔ [illegible] کا ڈنک، گولی کا زخم، بجلی کا شاک وغیرہ جیسے مادی اسباب پر اس [illegible] ہونی چاہیئے۔ اتنی وسعت صحافی کی آنکھ میں نہیں ہوتی جتنی ایک ذمہ دار ہومیو [illegible] ڈاکٹر کی آنکھ میں ہوتی ہے۔ ایک ذمہ دار ڈاکٹر کو علم کو ہوتا ہے کہ کونسی [illegible] کونسی اور کس دوا کی علامات پیدا کرتی ہے۔ ذمہ دار ہومیو پیتھک ڈاکٹر [illegible] کوئی ماہر موسمیات نہیں ہوتا۔ اسے علم ہوتا ہے کہ اس کے قریبی اور [illegible] ماحول کی آب و ہوا کیسی ہے اور موجودہ موسم کون سی اور کس دوا کی علامات [illegible]

آخری بات مجھے افسوس کے ساتھ کہنی پڑ رہی ہے کہ ہم نے عوام کو جو دو جملے

دیتے ہیں ایک یہ کہ ہومیو پیتھی پرانے امراض کا علاج کرتی ہے اور علاج لمبا مگر دیر
ہے اور دوسرا یہ کہ ہومیو پیتھک دوا کا کوئی برا اثر نہیں ہوتا۔ آپ سب جانتے ہیں
ان دو جملوں نے ہمیں بے دست و پا کر کے رکھ دیا ہے۔ ہم نے پرانے امراض
بورڈ لگا لئے اور عوام نے حاد امراض اور ایمرجنسی لے کر ہمارے پاس آنے کی کبھی
زحمت ہی نہیں کی۔ جب ایمرجنسی کے مریض نہیں آئیں گے تو ہمیں تجربہ کیسے
گا کہ گوبھی کھانے سے جو دست لگتے ہیں انہیں برائی اونیا بہتر انداز میں درست کر
ہے یا لائیکو پوڈیم اور کتنی مقدار مرض پر ہم نے کتنی طاقت کی دوا دینی ہے۔ جب
ہمیں مرض کی ابتداء کا تجربہ نہیں تو ہم مزمن امراض کو شفا دینے کے دعووں میں
کتنے مخلص ہو سکتے ہیں۔

نوٹ

۱۔ سورک مزاج سے میری مراد سرد مزاجی ہے۔

۲۔ یہ مضمون میں نے ایک سیمینار میں پڑھا تھا اس لئے اس کا انداز بیان تقریر
جیسا ہے۔

۳۔ مزمن مرض کیا ہوتا ہے۔ "تحقیقی مضامین" میں اس سے بحث کروں گا
اس حقیقت سے بھی ہومیو پیتھ واقف نہیں۔ اسے صرف مزمن امراض کے بورڈ
لگانے کی سمجھ ہے۔

۴۔ جادو اور Faith Healing نہ فراڈ ہے اور نہ معجزہ بلکہ مادہ کے مادہ پر

...ات ہیں۔

۵۔ مروجہ کیمسٹری میں ہر ایٹم کی ایک ویلنسی ہوتی ہے، مثبت یا منفی، لیکن نے
...ی ایٹم کی دو ویلنسیوں کی بات کی ہے۔ فلیٹی ہوٹل لاہور میں جب میں نے یہ
...ون پڑھا تھا تو وہاں یونیورسٹیوں کے پروفیسر صاحبان خصوصی مہمانوں میں سے
...کونسل کو چلانے والے بھی تھے اور ہومیو پیتھک ڈاکٹر بھی تھے۔ میں نے چیلنج کیا
...ہومیو پیتھی پر اگر کسی کے پاس کوئی سوال ہے تو پوچھے لیکن ویلنسیاں تو کیا
...کے پاس کوئی اور سوال بھی نہیں تھا۔ ماہنامہ معالج میں مضمون شائع ہونے کے
...کسی نے سوال نہیں کیا کہ ایک ہی ایٹم میں دو ویلنسیاں کیسے ہوتی ہیں۔

۶۔ استعداد قبولیت اور سبب کی ویلنسی کا مسئلہ انتہائی پیچیدہ ہے جس کی
...ل کی گنجائش نہیں۔ "ہومیو پیتھی کیا ہے" میں اس سے بحث کروں گا۔

۷۔ نفسیاتی اور کیفیاتی اسباب بھی دراصل مادی اسباب ہی ہوتے ہیں۔ تفصیل
...حیات کیا ہے" میں دوں گا۔

ایک مریض کی ایک کھرب مماثل ادویات

آپ میں سے کوئی بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اس زمین پر موجو
غیر نامیاتی اور نامیاتی اشیا۔ سو کے قریب عناصر Elements سے بنی ہیں۔
ضرور حیران ہوتے ہوں گے کہ کائنات میں اتنی ورائٹی ہے کہ کوئی بھی چیز دو
چیز سے نہیں ملتی اور یہ سب کچھ صرف سو عناصر سے بنا ہے۔ کیا آپ کے خیال
باقی ستارے اور سیارے بھی انہیں عناصر سے بنے ہیں یا یہ کہ بے شمار عناصر او
ہیں جن سے اجرام فلکی بنے ہیں دونوں صورتوں میں آپ کائنات کی ابتدا۔ کہاں
کریں گے؟

آج کا سائنس دان اپنی بات ایٹم سے شروع کرتا ہے۔ ایٹم کس طرح بنا و
بات سے بے خبر ہے۔ جب وہ یہ نہیں جانتا کہ کائنات کا بنیادی یونٹ کس طرح
میں آیا ہے تو وہ یہ بھی نہیں جان سکتا کہ ایٹم کے اندر کیا ہے اور کائنات کے اند
ہے؟ پھر اس کے پاس صرف مفروضے رہ جاتے ہیں۔ اگر دس بچوں کو ہائیڈروجن
آکسیجن کے سلنڈر دے دیئے جائیں اور انہیں پانی بنانے کا طریقہ بتا دیا جا
سارے بچے پانی بنالیں گے لیکن کوئی بھی بچہ یہ نہیں بتا سکے گا کہ ہائیڈروجن
آکسیجن کے ایٹموں کا ملاپ آپس میں کیسے ہوا۔ ہاں البتہ ہر بچے کے پاس ایک
مفروضہ ضرور ہو گا۔ ایٹم کیسے بنا؟ یہ بات سائنس دان نہیں جانتا۔ ایٹم کے اندر کیا

اور ایٹم کیسے کام کرتا ہے اس کے بارے میں سائنس دان کے پاس صرف
مفروضے ہیں۔

میرا یہ مضمون پڑھ چکنے کے بعد آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ انسان
کائناتی قوانین سے بے خبری کی سزا بھگت رہا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ کیا اس زمین پر
آگ پانی مٹی اور ہوا کے علاوہ کوئی پانچویں چیز نظر آتی ہے؟ کیا آپ اس بات سے
انکار کر سکتے ہیں کہ پانی آسمان پر بھی بنایا جاتا تو آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ملاپ
سے ہی بنے گا؟ آپ یقیناً انکار نہیں کر سکتے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ کائنات غیر
تبدیل قوانین کے تحت چل رہی ہے اور وہ قوانین ہر جگہ اور ہر چیز پر ایک ہی طرح
سے لاگو ہوتے ہیں۔ اس Cause and effect کے اصول کے تحت یونانی حکما۔
نے یہ Deduction نکالی تھی کہ جب کائنات میں یہی چار چیزیں دکھائی دیتی ہیں
تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کائنات کی تمام اشیا۔ چار ہی چیزوں سے بنی ہیں اور وہ چار
چیزیں جن سے کائنات کی ہر چیز بنی ہے یہ موجودہ چاروں چیزیں ان چار چیزوں کی
نمائندگی کرتی ہیں۔ موسموں کے ایک دوسرے میں بدلنے سے انہوں نے
Deduction نکالی کہ وہ چاروں چیزیں دراصل ایک ہی چیز کی چار شکلیں ہیں۔
ان ساری باتوں کی تفصیل کے لئے ایک پوری کتاب چاہئے۔ مختصراً یوں سمجھ لیں کہ
کائنات میں احدیت اور وحدت کو دیکھتے ہوئے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اگر کائنات کی
چیزیں مرکب ہوتے ہوتے اپنی اپنی ذات میں منفرد ہے تو کائنات کی ابتدا۔ بھی ایک
ہی عنصر سے ہوئی ہے سو دو سو یا چار سو عناصر سے نہیں ہوتی۔ اور آگ پانی مٹی ہوا کو
دیکھتے ہوئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ کائنات کی تمام اشیا۔ چار ناقابل تقسیم عناصر کے

آپس میں ملاپ سے بنیں جو دراصل ایک ہی چیز کی چار شکلیں ہیں۔ خدا کا کمال یہ نہیں کہ اس نے سو دو سو یا کھربوں کے حساب سے عناصر پیدا کئے بلکہ اس کا کمال یہ ہے کہ ساری کائنات صرف ایک عنصر سے بنی ہے۔

اس کائنات کی ایک خوبصورتی یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں۔ نہ شکل کے لحاظ سے اور نہ سوچ اور عقل کے لحاظ سے۔ ہر چیز میں موجود احدیت اور وحدت ہمیں بتاتی ہے کہ کائنات شروع میں ایک ٹھوس ڈھیلا تھی پھر چار حصوں میں تقسیم ہوئی۔ وہ چار حصے آپس میں ٹکرا کر پاش پاش ہوتے اور انتہائی باریک ذرات میں تقسیم ہوتے۔ یہ ٹکراؤ بڑا دلچسپ ہے مگر اس مضمون میں اس کی گنجائش نہیں۔ اشارتاً بتاتے دیتا ہوں کہ ہوا اور آگ کو آزاد چھوڑا جائے تو وہ اوپر کو اٹھتے ہیں اور مٹی اور پانی کو آزاد چھوڑا جائے تو وہ نیچے کو جاتے ہیں۔ پانی اور ہوا کا آپس میں براہ راست ملاپ نہیں ہو سکتا اور مٹی اور آگ کا آپس میں براہ راست ملاپ نہیں ہو سکتا۔ خود اس پر غور کیجئے بڑا مزہ آتے گا۔

ان چار حصوں کو آپ چار رنگ تصور کر لیں سفید، سرخ، پیلا اور نیلا۔ ہر حصے ناقابل تقسیم، یعنی ہر رنگ کا ہر ہر ذرہ اپنے رنگ کا نمائندہ تھا۔ جب چاروں حصے یا عناصر آپس میں ٹکرا ٹکرا کر انتہائی باریک ذرات میں تقسیم ہوتے تو ان ذرات کے آپس میں ملاپ سے مرکب کائنات کا آغاز ہوا اور ہزاروں Chains در Chains کے نتیجے میں ایک پروٹان بنا۔ اسی طرح الیکٹران اور نیوٹران بھی۔ الیکٹران پروٹان وغیرہ کھربوں کی تعداد میں بنے اور پھر ان کے آپس میں ملاپ سے کھربوں قسم کے ایٹم بنے اور ایک قسم کے ایٹموں کے مجموعہ کو ہم عنصر کہتے ہیں۔ اگر آپ غور کریں تو ایک

پروٹان یا الیکٹران کا ہزارواں حصہ بھی مرکب ہے ناقابل تقسیم عنصر نہیں۔

اب اس وقت کائنات میں ہر چیز مرکب ہے عنصر نہیں اور ہر چیز انہیں چار ناقابل تقسیم ذرات سے بنی ہے جن کو ہم آگ پانی مٹی اور ہوا کہتے ہیں۔ آپ ان چار عناصر کو C,B,A اور D بھی کہہ سکتے ہیں لیکن وہ مرکب نہیں تھے بلکہ ناقابل تقسیم بسیط عناصر تھے۔ اہل یورپ اس بات کو نہ سمجھ سکے انہوں نے یونان حکماء کے بسیط ناقابل تقسیم عناصر کو مرکب حالت میں سامنے رکھا اور رد کر دیا، وہ مرکب جن سے یونانی حکماء نے ناقابل تقسیم عناصر کی Deduction نکالی تھی۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ Cause and effect کے اصول کو جانتے ہوتے بھی سائنس دان نہ ہی اربعہ عناصر کو سمجھ سکے ہیں اور نہ ہی یہ جان سکے ہیں کہ کائنات کی ابتداء کہاں سے اور کیسے ہوئی۔ اگر آپ قرآن پاک کا مطالعہ ملا کی آنکھ سے نہیں بلکہ سائنس کی آنکھ سے کریں تو آپ کو قوانین قدرت سے بحث ہی ملے گی اور انہیں قوانین سے Cause & effect کے تحت ماضی اور مستقبل کی Deductions نکالی گئی ہیں۔ Cause and Effect کا اصول ایک ایسا اصول ہے کہ اگر آپ یہ جاننا چاہیں کہ ایٹم کی ساخت کیسی ہے تو اپنے جسم کو دیکھ لیں۔ اگر آپ یہ جاننا چاہیں کہ ایٹم کی فزیالوجی کیا ہے تو اپنے جسم کی فزیالوجی کو دیکھ لیں اور اگر آپ یہ جاننا چاہیں کہ ایک پروٹان کیسے بنا تو اپنے جسم کے عضلات کی ساخت کے مراحل کو دیکھ لیں۔ مجھے ایک بات بڑے افسوس سے کہنا پڑتی ہے مروجہ فزیالوجی ساری کی ساری Misguiding ہے اور فزیالوجی بھی محض اناٹومی کی ہی تشریح ہے۔ ہماری مروجہ فزیالوجی ہم بستری کے فعل کی بھی پوری طرح تشریح نہیں کر سکتی۔ سارا کچھ الگ

الگ ٹکڑوں میں ہے۔ میں جب بھی فزیالوجی کا مطالعہ کرتا ہوں تو مجھے ایک لطیفہ یاد آجاتا ہے ایک دیہاتی کسی کو ملنے شہر گیا۔ رات کو پہنچا تھا۔ صبح صاحب خانہ نے بڑے اہتمام کے ساتھ دیہاتی کو ناشتہ پیش کیا۔ خوبصورت ٹرالی خوبصورت برتن مگر جب دیہاتی نے ناشتے کے لوازمات پر سے رومال اتارا تو رومال اسی طرح پھر رکھ کر اس نے شور مچا دیا۔ سب گھر والے اکٹھے ہو گئے "چوہدری صاحب کیا ہے"؟ دیہاتی نے ناشتے کی ٹرالی کی طرف اشارہ کیا۔ صاحب خانہ نے رومال اٹھا کر دیکھا اور کہا "یہاں تو کچھ بھی نہیں" دیہاتی کہنے لگا "میں بھی تو اسی بات پر شور مچا رہا ہوں کہ وہاں کچھ بھی نہیں" یہی حال فزیالوجی کی موٹی موٹی کتابوں کا ہے جس میں Inductions کی مدد سے Deductions کی طرف آیا جارہا ہے اور ہر صفحے پر لکھا ہوتا ہے۔

The reason is still unknown

یہاں آپ کو ایک دلچسپ بات بتاتا چلوں کہ جب پوری کائنات چار چیزوں سے بنی ہے۔ انسانی جسم میں چار ہی مفرد اعضاء ہیں تو جس بنیادی یونٹ (ایٹم) سے کائنات وجود میں آتی ہے اس کے اجزاء تین کیسے ہو گئے۔

ہوا	آگ	پانی	مٹی
گوشت	غدد	اعصاب	ہڈی
پروٹان	نیوٹران	الیکٹران	X

Cause and effect کے تحت کیا یہ بات تسلیم کی جا سکتی ہے کہ ایٹم چار نہیں بلکہ تین اجزاء پر مشتمل ہے۔

یہ جان لینے کے بعد کہ کائنات کی تمام اشیاء چار ناقابل تقسیم عناصر سے بنی ہیں یہ

[illegible] نہیں رہتا کہ کوئی بھی دو اشیاء میں اگر آگ پانی مٹی اور ہوا (چار رنگ) کا تناسب ایک جیسا ہے تو ان کے افعال بھی ایک جیسے ہوں گے۔ ایک الیکٹران کا ہزارواں حصہ، ایک الیکٹران، ایک ایٹم، ایک عنصر، ایک مرکب، ایک نامیاتی مرکب، ایک پودا، ایک جانور، ایک سیارہ، ایک ستارہ، اگر ان میں اربعہ عناصر کا تناسب ایک جیسا ہے تو ان کے افعال ایک جیسے ہوں گے اور اس کائنات میں کھربوں [illegible] کا اربعہ عناصر کا تناسب ایک جیسا ہے۔

[illegible] کے جنوری ۱۹۹۳ء کے شمارے میں میں نے جو دو سوال شائع کرائے [illegible] مقصد اپنی علمیت ظاہر کرنا نہیں تھا بلکہ مجھے ایسے افراد کی تلاش تھی جو تحقیق میں میری مدد کر سکتے۔ ان سوالوں کے جواب میں قارئین نے یہ [illegible] تھا کہ جب کائنات میں کوئی بھی دو چیزیں ہو بہو ایک جیسی نہیں ہیں تو [illegible] افعال ہو بہو ایک جیسے کس طرح ہو سکتے ہیں؟ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ [illegible] کی جو تفصیل دی ہے یعنی ایک الیکٹران کے ہزارویں حصے سے ہی [illegible] ہو جاتی ہے تو اس ورائٹی کے تحت نہ ہی ایک عضلاتی ٹشو کے دو خلیے [illegible] ہیں اور نہ ہی نکس وامیکا کے دو مالیکیول ایک جیسے ہیں۔ نہ سلفر کے دو [illegible] ہیں اور نہ ہی ایک نوع سے تعلق ہونے کے باوجود دو انسان ایک جیسے [illegible] دوا کے دو ایٹم یا مالیکیول ایک جیسے ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ خلیے ایک [illegible] ہیں جن پر دوا اثر انداز ہوتی ہے۔ تو پھر مماثلت کیسی؟ اس طرح تو ایک [illegible] ایک ہی تھی۔

[illegible] عناصر، ترکیب کے لحاظ سے ایک ہی نوع کی دو اشیاء ایک دوسری سے

نہیں ملتیں لیکن مادی تناسب اور ترتیب انہیں ایک نوع بناتے ہیں۔ ایک لومڑی کا کوئی ایک خلیہ بھی دوسری لومڑی کے کسی ایک بھی خلیہ سے نہیں ملتا لیکن دونوں لومڑیوں کی فطرت مکاری کرنا ہے۔ پلسٹلا کے کوئی بھی دو مالیکیول یا خلیے آپس میں نہیں ملتے لیکن جب وہ دوسری نوع پر اثر انداز ہوتے ہیں تو دونوں منہ میں خشکی پیدا کرتے ہیں۔

قارئین! کائنات میں موجود Cause and effect کے اصول نے مجھے سائنس دان بنا دیا ہے اور یہی وہ اصول ہے جس نے مجھے اتنی خود اعتمادی دی ہے کہ میں دلیل پر سائنس دان اور ملا دونوں کو ترجیح نہیں دیتا۔ میں ساری دنیا کے سائنس دانوں کو دعوت دیتا ہوں کہ میں نے وراثتی کی جو تفصیل دی ہے اسے غلط ثابت کر کے دکھائیں۔

اس مضمون میں میں نے صرف مادہ سے بحث کی ہے اور اربعہ عناصر کی ترتیب کو بنیاد بنا کر آپ کو کھربوں مماثل ادویات نکال کر دی ہیں۔ میں ایک ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے سائنس دانوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ میری اس تھیوری سے ہٹ کر کوئی ایسی مدلل تھیوری پیش کریں جو دوا اور خلیے میں مماثلت سے بحث کرے۔ اگر مجھے دو چار اپنی طرح کے سر پھرے مل گئے تو میں انسانی جسم سمیت کائنات کی ہر چیز کی اناٹومی اور فزیالوجی کو ایک دائرے میں بند کر دوں گا اور کائنات کے اسراروں کی چابی انسان کے ہاتھ میں تھما دوں گا۔ میرے اس کام میں ایسے لوگ ہمیشہ رکاوٹ بننے کی کوشش کرتے ہیں جو اپنی عقل کو استعمال کرنے کے بجائے ملا اور سائنس دان کا ریفرنس دیتے ہیں۔

میں نے اس مضمون میں مادہ کی توانائی سے بحث نہیں کی۔ انشاء اللہ جلد ہی آپ کو میرا مضمون "قوت حیات کیا ہے" پڑھنے کو ملے گا جس میں میں آپ کو بتاؤں گا کہ حرف، لفظ، جملے، نفسیاتی تاثرات، جادو ٹونے اور مختلف قسم کے گناہ کیسے ایک ترتیب پر آتے ہیں اور ایک جیسی علامات پیدا کرتے ہیں۔ بیلاڈونا کے بخار اور نظر لگ جانے سے ہونے والے بخار میں مماثلت کیوں ہے اور جادو کے اثرات کس طرح ہومیو پیتھک دوا ختم کرتی ہے، اس مضمون میں ایسے امور کی تفصیل دوں گا۔

یہ کھربوں مماثل ادویات جو میں نے آپ کو Deduction کے ذریعے نکال کر دی ہیں کائنات میں فطری حالت میں موجود ہیں۔ اب میں آپ کو ایک مرض کی کھربوں ادویات خود بنانے کا طریقہ بتاتا ہوں۔ اس طریقہ کی تفصیل پوری کتاب مانتی ہے۔ میں صرف اشاروں میں بات کروں گا تاکہ مضمون زیادہ لمبا نہ ہو جائے۔

اگر آپ قرآن پاک کا مطالعہ ملا کی آنکھ سے نہیں بلکہ سائنس کی آنکھ سے کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ قرآن پاک نے قوانین قدرت سے بحث کی ہے اور قوانین قدرت کے تحت ماضی اور مستقبل دونوں کے بارے میں Deduction نکالی ہیں۔

اس مضمون میں میرا مخاطب انسان ہے سنی، شیعہ یا مسلمان، عیسائی، یہودی اور ہندو نہیں اس لئے جو ڈاکٹر غیر مسلم ہیں وہ قرآن پاک کو مکہ میں پیدا ہونے والے ایک ذہین آدمی کا دماغ سمجھ کر پڑھ لیں۔ قرآن نے ابتدائے کائنات سے بحث کی ہے کائنات کی ارتقاء کے چھ مراحل (یوم) سے بحث کی ہے، انسان کی پیدائش سے بحث کی ہے غرض کہ کائنات کے بنانے والے، کائنات کے بننے اور کائنات کے چلنے سے بحث کی ہے۔

کائنات کو بنانے اور چلانے والے قوانین (پلان) پہلے بنے اور مادہ (کائنات) بعد میں وجود میں آیا۔ خالق کا کمال ہے کہ اس نے ایک مادہ سے بے شمار varieties پیدا کیں اور کر رہا ہے اور ہر چیز میں اس کے بننے اور چلنے کا پلان رکھ دیا ہے اور ہر چیز کے بننے اور چلنے کا پلان بھی ایک ہے۔ مادی ترکیب کے لحاظ سے انسان باقی تمام اشیاء سے زیادہ باشعور ہے اور اسے یہ شعور دیا گیا ہے کہ وہ اس پلان کو ڈھونڈ سکے۔ قرآن اس کائنات کا پلان ہے یا یوں سمجھ لیں کہ کائناتی مشین کی کتاب ہے۔ جو مشین میں ہے وہی کتاب میں ہے اور جو کتاب میں ہے وہی مشین میں ہے۔ انسان کو قوانین قدرت بھی دے دیئے گئے ہیں اور مادہ بھی دے دیا گیا ہے۔ میں بڑی پتے کی بات کہنے والا ہوں۔ اسے تین جماعت پڑھے ہوتے محلے کی مسجد کے مولوی کے دماغ سے نہ پڑھیں جس سے آپ نے بچپن میں اسلام (کائناتی نظام) کی تعلیم حاصل کی تھی۔ انسان کو تمام کے تمام قوانین کا شعور بھی دے دیا گیا ہے۔ جن کے تحت یہ کائنات بنی اور چل رہی ہے اور کائنات بھی دے دی گئی ہے یعنی اسے مٹی بھی دے دی گئی ہے اور سانچے بھی۔ وہ جو چاہے بنائے جو چاہے توڑ پھوڑ کرے لیکن اسے اتنا اختیار نہیں کہ وہ کائنات کے مٹیریل (مادہ) میں کمی بیشی کر سکے اور نہ ہی اسے اتنا اختیار ہے کہ وہ قوانین کائنات (قوانین قدرت) کو توڑ کر اپنی مرضی کے قوانین بنا سکے۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ انسان قوانین قدرت کو توڑ نہیں سکتا، خلاف ورزی کر سکتا ہے۔ قرآن اور کائنات یا کتاب اور مشین کے اس فلسفہ کی روشنی میں انسان قوانین قدرت کو استعمال کرتے ہوتے جو کچھ چاہے بنا سکتا ہے۔ مجھے سائنس دانوں پر حیرت ہوتی ہے کہ وہ اس آسان سے فلسفہ کو نہیں سمجھ پا رہے۔ کیمسٹ یہ کہتا ہے کہ

سونا خود نہیں بنایا جا سکتا اور بیالوجسٹ کہتا ہے کہ جاندار نہیں بنایا جا سکتا۔ جب سائنس دانوں نے Inductions نکال کر بھی Deductions کی طرف ہی آنا ہے اور آہستہ آہستہ آ رہے ہیں تو مکہ میں پیدا ہونے والے اس شخص کی بات کیوں نہیں مان لیتے جو سائنسی قوانین ہی کی روشنی میں دنیا کا افضل ترین انسان ہے۔

مماثل ادویات بنانے کے دو طریقے ہیں۔ ایک ترتیب کا اور ایک ترکیب کا۔ ایک بزاز کے پاس گز کا پیمانہ ہے۔ دوسرا بزاز اس سے گز لے کر اپنے کاؤنٹر پر دو نشان لگا لیتا ہے۔ ایک آدمی ان دونوں نشانوں کا درمیانی فاصلہ دھاگے سے ناپ کر گھر لے جاتا ہے اس کی بیوی اس دھاگے جتنا کپڑے لے کر گز بنا لیتی ہے یہاں تک کہ وہ اس میں فٹ بھی مارک کر لیتی ہے اور انچ بھی اور اسے گولائی میں لپیٹ لیتی ہے۔ وہی گز جو پہلے وزن دار بھی تھا اور ہاتھ میں پکڑنا پڑتا تھا اب بڑی آسانی سے جیب میں آ گیا۔ معالج کے جون ۱۹۹۳ء کے شمارے میں میرا ایک مضمون "نوسوڈز کی حقیقت" چھپا تھا جس میں میں نے لوہے کے راڈ اور پنکھے کی مثالیں دی تھیں۔ وی سی آر پر فلم دیکھتے افراد کو ایک شخص مسجد کو لے کر چلا جاتا ہے۔ کلکریا کارب کے موٹے کو فاسفورس Pigeon chest بنا دیتی ہے۔ فاسفورس جب الکحل میں داخل ہوتی ہے تو اپنی قوت اثر اور الکحل کی استعداد قبولیت کی بناء پر اس کے افعال اپنے جیسے کر لیتی ہے اور وہ الکحل جب کلکریا کارب کے موٹے کو دیا جاتا ہے تو وہ فاسفورس بن جاتا ہے۔ اس کی پوری تفصیل میں اپنے مضمون "ہومیو پیتھک دوا مادی ہے" میں دوں گا۔

دوسرا طریقہ ترکیب بدلنے کا ہے۔ کاربوہائیڈریٹ میں موجود کاربن، آکسیجن

اور ہائیڈروجن کی ترکیب بدلتے ہیں تو وہ فیٹ بن جاتی ہے۔ اگر آپ پہاڑوں سے نکلنے والے عناصر کا بغور مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ سونا ارتقائی منازل طے کرتا ہوا مختلف عناصر (Elements) کے کپڑے پہنتا اور اتارتا ہوا اس حالت پر آیا ہے لیکن قانون اور مٹی کے فلسفہ کو سامنے رکھتے ہوئے انسان کو یہ شعور حاصل ہے کہ وہ کسی بھی عنصر سے سونا بنالے۔ اس کی مرضی ہے تو سلیشیا سے سونا بنا لے اور مرضی ہے تو سونے کو سلیشیا میں بدل کر رکھ دے۔ اس میں بات صرف اتنی ساری ہے کہ سلیشیا کے ایٹم کی عمارت کو توڑ کر ملبے میں بدلیں اور پھر جس عنصر کی چاہیں عمارت بنالیں۔ وہ وقت دور نہیں جب انسان ترتیب اور ترکیب کے فلسفہ کے تحت تمام منکر سیاروں سے اپنے آپ کو سجدہ کرالے گا جو آج اس کی بے خبری کی بناء پر اسے رہائش فراہم نہیں کرتے۔

قارئین! میں نے کئی بار ہومیو پیتھی کی دنیا سے بھاگ کر کپڑے کی دکان کھولنے کی کوشش کی ہے لیکن بھاگ نہیں سکا۔ شاید میری زندگی میں Deductions نکالنا ہی لکھا ہوا ہے۔ میرے پاس Inductions نکالنے کے لئے وقت نہیں جو لوگ عناصر کو ایک دوسرے میں تبدیل کرنے کا شوق رکھتے ہوں انہیں ایک عنصر کی عمارت کو توڑنے کے لئے نائٹرک ایسڈ کا ہتھوڑا دے رہا ہوں اور دوسرا عنصر بنانے کے لئے فاسفورس اور الکحل کی تھیوری دے رہا ہوں۔ پہلے عنصر کی ترکیب کیا ہے اور جو بنانا ہے اس کی ترکیب کیا ہے۔ یہ آج کا انسان نہیں جانتا۔ اگر ترقی اسی تیزی سے ہوتی رہی تو چار پانچ سو سال بعد انسان یہ جاننے میں کامیاب ہو جائے گا۔ یاد رکھئے کہ اگر انسان ماحیں (مادہ) کو دیکھ سکتا ہے تو الیکٹران کے

ہزارویں حصے (مادہ) کو بھی دیکھ سکتا ہے۔

معذرت خواہ ہوں کہ یہ مضمون آپ کے لئے نیا بھی ہے اور پیچیدہ بھی۔ فوراً تنقید کے لئے اٹھ کھڑے ہونے کے بجائے اسے بار بار پڑھئے۔ میں نے ایک کتاب کو ایک مضمون میں بند کیا ہے گو کہ میں نے سادہ الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن الفاظ نظریات کا اظہار ہوتے ہیں اور حقیقت میں سادہ نہیں ہوتے۔ مضمون کے Tough ہونے پر معافی چاہتا ہوں۔

دو باتوں کی وضاحت نہیں کر سکا وہ آخر میں کئے دیتا ہوں پہلی یہ کہ پانی سے مراد صرف پینے والا پانی نہیں بلکہ ہر بہنے والی چیز کا نام پانی ہے۔ لوہا ٹھنڈا ہوتا ہے تو مٹی ہوتا ہے گرم ہوتا ہے تو آگ ہوتا ہے اور بہہ نکلتا ہے تو پانی ہوتا ہے اور دوسری یہ کہ دو مماثل ادویات میں قوت اثر کے فرق کو دیکھنے کے لئے میرا مضمون "نو سوڈز کی حقیقت" پڑھ لیں۔

نوٹ

۱۔ کائنات میں صرف تین اشیاء ہیں۔ ایک اللہ دوسرا اس کا امر جو اس کے اندر ہے اور تیسرا مادہ جو اس کے باہر ہے مادہ خلق ہے تولید نہیں۔

۲۔ مادہ اب مٹی کی حالت میں ہے جس کو قرآن حکیم نے ارض کہا ہے پستی بھی اسی کا نام ہے۔

۳۔ پستی نقطہ آغاز ہے۔ مادہ کا اگلا قدم ہوا میں تبدیل ہونا ہے اور اوپر کو اٹھتا ہے۔ ہوا پھر آگ میں بدلے گی اور پھر مادہ واپس امر میں بدل جائے گا۔

۴۔ اس وقت کائنات کی ہر چیز میں درمیان میں مٹی (ہڈی) اس کے اوپر ہوا (گوشت) ہوا کے اوپر آگ (غدد) اور آگ کے اوپر پانی (اعصاب) ہے۔

۵۔ ہمارا جسم ایٹم کی پوری تصویر ہے اور انسانی جسم سے ایٹم کی پوری کیمسٹری اور فزکس کو سمجھا جا سکتا ہے۔ اپیل والا دائرہ آپ کی مدد کرے گا۔

۶۔ امر اور خلق یا روح اور مادہ پوزیشن یا مقام کے لحاظ سے مختلف ہیں ورنہ خلق یا مادہ، امر یا روح ہی ہے۔ اصل حقیقت صرف ایک اللہ ہی ہے۔ اب خواہ آپ ہمہ اوست کہہ لیں یا ہمہ از اوست کہہ لیں۔

۷۔ جب تک مادہ آگ بن کر لطیف نہیں ہو گا دیدار خداوندی حاصل نہیں کر سکتا۔

۸۔ ضد صرف Change of Position ہوتی ہے۔ کائنات میں دوئی نام کی کوئی چیز نہیں

کرلئین فوٹو گرافی

ماہنامہ معالج کے جون ۱۹۸۷ء کے شمارے میں ڈاکٹر امجد علی جعفری صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا تھا "چند انکشافات، ہومیو پیتھی کے چند حقائق"۔ اس مضمون میں انہوں نے ایک بڑی دلچسپ بات بتائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"اب علم ہومیو پیتھی میں اتنی ترقی ہو چکی ہے کہ مندرجہ دو اعتراضات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ اب اگر ہومیو پیتھک دوا کا لیبل اتر جائے تو طبعیات کی ایک شاخ کرلئین فوٹو گرافی (Kirlian Photography) کی مدد سے یہ بتایا جا سکتا ہے کہ متعلقہ محلول کس دوا کا ہے اور اس کی پوٹینسی 1000-200-30-3 ۔ لاکھ یا کتنی ہے؟ متعلقہ دوا کتنے سال پہلے بنی اور ابھی وہی طاقت اور تاثیر رکھتی ہے یا نہیں۔ اس طریقہ کار کے ذریعے اب یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ہر ایک شے ایک مخصوص رنگین ہالہ رکھتی ہے اور ہر دوا اور اس کی مخصوص پوٹینسی کا ایک مخصوص رنگین ہالہ ہوتا ہے۔ اس تجزیاتی کام میں جو رکاوٹ اور دشواری درپیش ہے وہ یہ ہے کہ ابھی اس تجزیہ میں کام کرنے والے کیمرے، کیمیکلز، کمپیوٹر اور دیگر مشینیں کافی مہنگی ہیں۔ ان کے چلانے کے لئے مخصوص تربیت، طویل تجربہ اور غیر معمولی ذہانت کی ضرورت ہے۔ اس لئے ابھی یہ تجزیاتی طریقہ مقبول عام نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں اس تجزیہ کے کام میں ایک فی الحال خامی بھی ہے کہ چند ہومیو پیتھک ادویات کے ہالوں کی شکل

میں بہت مشابہت ہے۔ انہیں عمیق نظر سے دیکھنے کے بعد معمولی سا فرق پتہ تو چل جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے تجزیاتی رپورٹ کا مرتب کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔"

یہ بات میں نے جارج وتھل کاس کی ایک کتاب میں بھی پڑھی تھی۔ جارج وتھل کاس ان لوگوں میں سے ہے جن کی ذہانت نے مجھے متاثر کیا ہے لیکن بنیادی قوانین سے لاعلمی کی بنا۔ پر وہ کسی بھی معاملے میں کوئی واضح Deduction نہیں نکال سکے۔ ان کی بحث Hypothesis سے ہی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر جعفری صاحب اس لحاظ سے قابل تحسین ہیں کہ انہوں نے ماہنامہ معالج کے قارئین کو بہت ساراData فراہم کیا ہے۔ جعفری صاحب سے میرا ایک جھگڑا بڑے عرصہ سے چل رہا ہے۔ وہ مجھ سے میری تحریروں کے لئے کتابی حوالے مانگتے ہیں اور میرا موقف یہ ہوتا ہے کہ میں انہیں اس تحریر کے لئے کون سا حوالہ دوں جو میری اپنی ہے۔ مذکورہ اقتباس کے حوالے سے جو باتیں میں کہنے جا رہا ہوں ان کا تعلق تجرباتی Data سے نہیں بلکہ تھیوری سے ہے۔ میرے لئے اس بہت بڑے کارنامے کی حیثیت اس لئے Data سے بڑھ کر کچھ نہیں کہ میں قوانین سے بحث کرتا ہوں، تجربات سے نہیں۔ مجھے اس بات سے غرض نہیں ہوتی کہ سیب زمین پر گرتا ہے بلکہ اس بات سے غرض ہوتی ہے کہ کشش ثقل کیا ہے؟ سیب زمین پر کیوں گرتا ہے؟

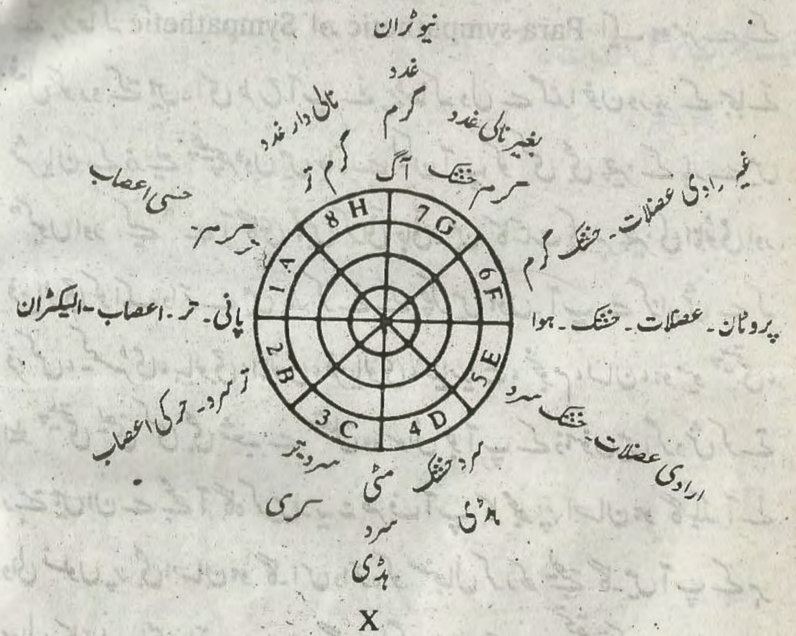
آپ میرے مضمون "نوسوڈز کی حقیت" کو دوبارہ پڑھیں، میں نے جن چار رنگوں کی مثال دی ہے وہی چار رنگ ہیں۔ نیلا پانی اعصاب اور الیکٹران کا نمائندہ ہے۔ سفید مٹی، ہڈی اور X کا نمائندہ ہے۔ سرخ ہوا، عضلات اور پروٹان ک نمائندہ ہے اور زرد آگ، غدد اور نیوٹران کا نمائندہ ہے۔ کائنات کی ہر چیز ان چار رنگوں میں سے

کسی ایک رنگ کی عکاسی ہے۔ کوئی بھی دوا اشیاء۔ جن کا رنگی ہالہ ایک جیسا ہو گا ان کے افعال ایک جیسے ہوں گے۔ اگر متاثرہ خلیات کا رنگی ہالہ جامنی ہے اور ہمارے پاس جامنی ہالہ رکھنے والی دوا ہو تو کرلتین فوٹوگرافی ہمارا کام آسان کر دے گی۔ کمپیوٹر کی سکرین پر اگر متاثرہ خلیات اور دوا کی لکیریں ایک جیسی ہوں گی تو بھی ہمارا کام انتہائی آسان اور سو فیصد سائنسی ہو جائے گا۔ مادہ بو بھی رکھتا ہے اور مزاج بھی۔ ان دو طریقوں سے بھی مماثل دوا نکالنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ نکل ہی آئے گا۔ ایسا کوئی بھی ذریعہ گھر میں موجود ہونے کی وہ سے ہر شخص ڈاکٹر ہو گا۔ اس طریقہ سے فائدہ ہومیو پیتھی اٹھائے گی جو بالمثل سے بھی بحث کرتی ہے اور بالضد سے بھی۔ بالمثل سے اس طرح کہ سرخ ہالہ پر سرخ ہالہ والی دوا اور بالضد سے اس طرح کہ سرخ ہالہ والے خلیات پر پیلے، نیلے یا سفید ہالہ والی ادویات۔ اسی طرح کمپیوٹر کی سکرین پر آنے والی لکیر جیسی لکیر والی دوا مماثل ہو گی اور الٹ لکیر والی بالضد ہو گی۔ (جب تک میں "گناہ کا گناہ سے علاج" پر مضمون آپ کے سامنے نہیں لے آتا بالمثل کے حق میں اور بالضد کے خلاف شور مچانا آپ کی زیادتی ہو گی اور جب میں آپ لوگوں کو خط لکھوں گا تو پھر آپ ناراض ہو جائیں گے) واضح رہے کہ دانت درد میں کیمفر Q، ایکونائیٹ Q یا پلانٹیگو Q بالضد ادویات ہیں۔ سرد ہونے کی بنا۔ پر اعصاب میں بے حسی لاتی ہیں۔ دوا کا لیبل اتر جانے سے دو مختلف رنگی ہالہ رکھنے والی ادویات کا تو پتہ چل سکے گا لیکن اگر دوا ادویات کا رنگی ہالہ ہو۔ ہو ایک جیسا ہو گا (ایک مریض کی کھرب مماثل ادویات) تو پھر لیبل اتر جانے سے صرف اسی صورت میں دوا کا پتہ چل سکے گا۔ جب ہمارے کلینک پر ایک مخصوص رنگی ہالہ رکھنے والی ایک ہی دوا ہو گی۔ یہی صورت

لکیروں کے سلسلے میں بھی ہوگی۔ پوٹینسی کا کیسے پتہ چل سکے گا؟ اس کی تفصیل "ہوموی پیتھک دوا مادی ہے" میں دوں گا اور دوا کی تاثیر کے سلسلے میں یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ ایٹم پیدا بھی ہوتا ہے، بچہ بھی ہوتا ہے، جوان بھی ہوتا ہے، نر بھی ہوتا ہے، مادہ بھی ہوتا ہے، بوڑھا بھی ہوتا ہے اور مر کر بکھر بھی جاتا ہے اور اس کے اجزاء دوسرے ایٹموں کا حصہ بن جاتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے، ایک مریض کی ایک کھرب مماثل ادویات"

ایک اپیل

قارئین! آپ جانتے ہیں کہ فزیالوجی کی کتب محض اناٹومی کی تشریح ہیں۔ آپ نے پڑھا کہ Sympathetic اور Para-sympathetic ایک دوسرے کے فعل کو روکتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے پڑھا کہ دل سے گندا خون ورید کے بجائے شریان کے ذریعے پھیپھڑوں میں جاتا ہے لیکن آپ کو کسی بھی چیز کے بارے میں "کیوں اور کیسے" سے آگاہی نہیں کرائی جاتی۔ میں کائنات کی ہر چیز کی اناٹومی اور فزیالوجی کو ایک دائرے میں بند کرنے کے چکر میں ہوں۔ آپ سے گزارش ہے کہ فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، اناٹومی، فزیالوجی، سیاسیات، نجوم، لسان، ہومیو پیتھی، ایلو پیتھی یعنی کسی بھی شعبہ سے متعلق وہ سوال جو آپ کے ذہنوں میں گردش کرتے رہتے ہیں ان سے مجھے آگاہ کریں۔ یہ نہ صرف آپ کا مجھ پر احسان ہوگا بلکہ آنے والی نسلوں پر بھی احسان ہوگا۔ اس دائرہ کو سنبھال کر رکھ لیجئے گا۔ میں آپ کے ہر سوال کا جواب اسی دائرہ سے دوں گا۔ جو لوگ اس دائرہ پر تحقیق کرنا چاہیں وہ اسے لکیروں سے بھر کر ڈائمنڈ کی شکل بنا سکتے ہیں۔ آپ جتنے بھی زیادہ سے زیادہ توہمات سے آگاہ ہیں ان سے بھی مطلع کریں مثلاً شادی کے دن بارش ہونا، زندہ گدھے کو دفن کرنے سے بارش رک جانا وغیرہ۔ ایک دفعہ سوال بھیجنے کے بعد اگر پھر آپ کے ذہن میں کوئی سوال آئے تو بھی لکھیں۔ دوبارہ عرض ہے کہ سوال بھیج کر آپ مجھ پر بہت بڑا احسان کریں گے۔ اپنے سوال کو مفصل بیان کریں۔



حرف آخر

سقراط کے ایک شاگرد چیری فون (Chairephon) نے اپالو مندر کی ایک کاہنہ سے یہ سوال کیا "کیا ایتھنز میں سقراط سے بڑھ کر کوئی عقل مند اور دانش ور ہے؟" کاہنہ نے جوب دیا "نہیں"۔ سقراط کو جب یہ پتہ چلا تو وہ الجھن میں پڑ گیا۔ اس کا اپنا یقین تھا کہ وہ دانا ہر گز نہیں۔ لیکن کاہنہ کی بات بھی غلط نہیں ہو سکتی تھی۔ اس تضاد کو دور کرنا سقراط نے اپنا مشن بنا لیا۔ چنانچہ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ معلوم کیا جائے کہ کون ایتھنز کا عقل مند ترین شخص ہے۔ سب سے پہلے وہ سیاست دان کے پاس گیا اور اس سے مختلف سوالات کیے۔ گفتگو کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ شخص اپنے آپ کو بہت عقل مند سمجھتا ہے لیکن وہ ایک بہت بڑی خود فریبی میں مبتلا ہے۔ اسی طرح وہ کئی لوگوں سے ملا اور ان سے نیکی، عدل، حسن اور دیگر موضوعات پر متعدد سوالات کیے۔ ہر گفتگو میں سقراط نے اپنے مخاطب کی کم علمی اور جہالت واضح کر دی۔ لوگ یہ ماننے پر کبھی بھی تیار نہیں ہوتے تھے کہ وہ جہالت کا شکار ہیں۔ ہر سیاست دان، ادیب اور خطیب خود کو بہت بڑا عالم اور دانا سمجھتا تھا لیکن سقراط کے سوالات ان کی ظاہری علمیت کا لبادہ اتار دیتے اور ان کی جہالت واضح ہو جاتی۔ اس پر لوگ سقراط سے چڑ گئے اور اسے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ سقراط بالآخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ کاہنہ کی بات ٹھیک ہی تھی اور تمام لوگوں سے وہ زیادہ دانا اور حکیم ہے۔

لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کچھ نہیں جانتے لیکن اس کو کم از کم اتنا تو علم ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا۔ اپنی جہالت سے باخبر ہونے کی وجہ سے وہ دوسروں پر فوقیت رکھتا ہے۔

سقراط نے اپنے مسئلے کا تو حل تلاش کر لیا لیکن ایتھنز کے لوگوں کو اپنے خلاف کر لیا۔ کئی لوگ سے سوفسطائی سمجھتے۔ چنانچہ اس پر مقدمہ چلنے کی ایک وجہ اس کی تنقید و جرح بھی بنی۔ (تاریخ فلسفہ یونان از نعیم احمد صفحہ نمبر ۷۹۔۷۸)

اس نے علم کا دعویٰ کرنے والے اکابر شہر کی کم علمی کو فاش کر کے بہت سارے حکام اور بڑے لوگوں کو اپنے خلاف کر لیا۔ نتیجتاً اس پر حکومت نے مندرجہ ذیل الزامات عائد کئے۔

(الف) کہ وہ قومی دیوتاؤں کو تسلیم نہیں کرتا۔

(ب) کہ وہ اپنے اجنبی خدا کا تصور دیتا ہے۔

(ج) کہ وہ نوجوانوں کو گمراہ کرتا ہے۔ (صفحہ نمبر ۷۳۔۷۲)

اور اسے زہر کا پیالہ پینا پڑا۔

کیا یہ انتہائی حیرت کا مقام نہیں کہ میں نے بہت ساری باتیں روایات کے خلاف کہہ دیں اور ہومیوپیتھی کے وارث ٹس سے مس نہ ہوئے۔ میں نے کہا کہ ایک مریض کی دو مفرد ادویات ہوتی ہیں جو مریض کی مماثل مگر آپس میں متضاد ہوتی ہیں۔ سوائے تین افراد کے سب نے خاموشی اختیار کی۔ میں نے کہا ایک مریض کی کھربوں مماثل ادویات ہوتی ہیں۔ کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ بالکل اسی طرح مجھے پاگل کہہ دیا ہوگا جس طرح ایتھنز کے لوگ سقراط کو کہا کرتے تھے۔ میں نے اپنی کتاب سحر ہومیوپیتھی حصہ اول میں کہا کہ بغیر خام دوا کے کسی بھی دوا کی پوٹینسی بنائی جا سکتی

ہے۔ یعنی بیلاڈونا بنانے کے لئے بیلاڈونا کے پودے کی ضرورت ہی نہیں۔ ایک ہزار افراد کے ہاتھوں میں کتاب پہنچ گئی لیکن کسی نے نہیں پوچھا کہ ایسا کس طرح ممکن ہے؟ جب کسی قوم پر بے حسی طاری ہوتی ہے یعنی وہ Semile dementia کا شکار ہوتی ہے تو اس کا ہر فرد دماغ کی Infiltration کی وجہ سے دوسرے فرد کی بات کو نہیں سمجھ پاتا اور برائٹا کارب کی طرح صرف یہ کہتا ہے کہ اس کی سنی جائے۔ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے اور جو کچھ کر رہا ہے درست کر رہا ہے۔ اس کے پاس اپنے کہنے اور کرنے کے لئے ہزاروں تاویلات ہوتی ہیں۔

میں اس بات پر بھی حیران ہوں کہ ایک شخص دوسرے کی بیوی کے پاس سے اٹھ کر آتا ہے اور ابھی نہایا بھی نہیں ہوتا کہ کہنا شروع کر دیتا ہے "میں مسلمان ہوں" میں سنی ہوں یا میں شیعہ ہوں، میرا مذہب اسلام ہے اور میں سچے مذہب پر ہوں اور فلاں کافر ہے" اسی طرح میڈیکل سائنس کا ہر سکول آف تھاٹ یہی کہتا پھرتا ہے کہ وہ سچا ہے اور دوسرے جھوٹے ہیں۔

نہ ہی سقراط کوئی بڑی چیز تھا اور نہ ہی میں کوئی بڑی چیز ہوں۔ سقراط بھی جب Mature ہوا تو اسے پتہ چلا کہ وہ کچھ نہیں جانتا اور مجھے بھی جوانی کا دور کرپشن میں گزارنے اور نتائج وصول کرنے کے بعد پتہ چلا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ لیکن سقراط کی طرح میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ میں دوسروں سے اس لئے بہتر ہوں کہ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کچھ نہیں جانتے اور میں اتنا تو جانتا ہوں کہ میں کچھ نہیں جانتا۔

میں Universalism کا حامی ہوں۔ میرے نزدیک کسی بھی فرقے یا مسلک کی کوئی حیثیت نہیں۔ میں خوش قسمت ہوں کہ مجھے ایک نکتہ مل گیا ہے اور اس نکتہ

کی وجہ سے دنیا کا کوئی جج میرے سامنے زہر کا پیالہ رکھ سکتا ہے مجھے پھانسی دلوا سکتا ہے لیکن اس میں اتنی صلاحیت نہیں کہ وہ میرے کسی بھی معاملے کا فیصلہ کر سکے۔

جس بھی شخص کو وہ نکتہ مل جاتا ہے وہ نڈر بھی ہو جاتا ہے اور اسے خود پر بھی ہنسی آنے لگتی ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا اور دوسروں پر بھی ہنستا ہے کہ انہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ وہ کچھ نہیں جانتے۔ جب کوئی انسان اس نکتہ تک پہنچ جاتا ہے تو ایک طرف انسانوں کی نظر میں پاگل اور دیوانہ کہلاتا ہے اور دوسری طرف وہ اپنی ذات میں اذیت برداشت کر رہا ہوتا ہے کہ اس نے زندگی کے اتنے سارے سال کیوں ضائع کر دیئے اور اب وہ اتنا گندا اور گھناؤنا ہو چکا ہے کہ اس کے لئے راہ حق پر چلنا دشوار ہو گیا ہے۔

آیئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ نکتہ کیا ہے؟ "جب ڈاکٹر عائشہ نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ کائنات مکمل ہے یا نامکمل تو میں نے جواب تو دے دیا تھا کہ کائنات غیر متبدل قوانین کے تحت تکمیل کی طرف بڑھ رہی ہے لیکن میرے اپنے ذہن میں ایک سوال نے جنم لیا کہ وہ قوانین کون سے ہیں؟ میں ائر فورس میں رہتے ہوئے Discrimination سے نفرت کرنے والا بستہ الف کا کرپٹ آدمی تھا۔ ایک طرف ہر قسم کے گناہ جن میں میں Discrimination کے خلاف نفرت کو Convert کرتا تھا اور دوسری طرف یہ سوچ کہ قوانین قدرت کیا ہیں۔ جب میں ائر فورس سے ریٹائر ہو کر آزاد زندگی بسر کرنے لگا اور ذہن تھوڑا خالی ہوا تو مجھے پتہ چلا کہ خوشبو اور گندگی پر بیٹھنے والی مکھی آپس میں مماثل نہیں ہیں۔ میں تب تک قوانین قدرت کو نہیں پا سکتا۔ جب تک میں اپنے اندر اعتدال نہ پیدا کر لوں۔ لوگوں سے پوچھتا کہ میری پیدائش کا مقصد کیا ہے؟ اور مجھے کوئی نہ بتاتا۔ کتابیں کھول کر دیکھتا کہ قوانین

قدرت کیا ہیں؟ اور کتابوں کے پاس میرے سوال کا جواب نہیں ہوتا تھا۔ میرے اندر ہر وقت ایک کشمکش جاری رہتی۔ میری راتوں کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ ہر قسم کی Entertainment ختم ہو گئی۔ آخر مجھے اپنی پیدائش کا مقصد مل گیا۔ وہ مقصد ہے خالق کی عبودیت اختیار کرنا۔ وہ عبودیت کیا ہے؟ ان قوانین کی پابندی جو میرے جسم پر لاگو ہوتے ہیں۔ جب ذرا سوچ کو وسیع کیا تو پتہ چلا کہ جو قوانین میرے جسم پر لاگو ہوتے ہیں وہی قوانین کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز پر لاگو ہوتے ہیں۔ پھر پتہ چلا کہ جو قوانین مجھ پر یا کائنات کی تمام اشیاء پر لاگو ہوتے ہیں انہیں قوانین سے کائنات کی ابتداء ہوتی ہے اور امر (قوانین) پہلے بنا اور خلق (کائنات) بعد میں اور امر خلق کے اندر ہے اور دنیا میں صرف ایک کتاب ہے جو امر (قوانین قدرت) سے بحث کرتی ہے اور وہ ہے قرآن حکیم۔ یعنی قرآن پہلے بنا اور کائنات بعد میں بنی۔ دین سے مراد قوانین قدرت کا مجموعہ یا قرآن حکیم ہے اور اس کی پیروی میں سلامتی ہے، امن ہے اور تحفظ ہے۔ قوانین قدرت یا قرآن حکیم اس مادی کائنات سے بحث کرتا ہے تو اس کے تمام شعبوں سے بحث کرتا ہے خواہ وہ شعبہ سیاسیات کا ہو، معاشیات کا ہو، طب کا ہو یا بیالوجی کا۔ اگر جسم کا کوئی عضو زیادہ غذا لے گا تو اسے کینسر ہو جائے گا اور اگر کوئی طبقہ زیادہ دولت اکٹھی کرے گا تو اسے معاشی کینسر ہو جائے گا اور جس طرح ایک عضو کے کینسر سے سارا جسم متاثر ہوتا ہے اسی طرح ایک طبقہ کے کینسر سے سارا معاشرہ متاثر ہو گا۔

یہ جان لینے کے بعد کہ میرا اور باقی تمام اشیاء کا کام صرف اور صرف قوانین قدرت کی پابندی ہے پھر میری زندگی کا مقصد یہ بن گیا کہ میں ان آپس میں مربوط

قوانین کو تلاش کروں۔ قرآن حکیم مدد کرتا جارہا ہے اور مجھے روزانہ کوئی نہ کوئی نئی بات مل جاتی ہے۔ آپ کو میری تحریروں سے آہستہ آہستہ پتہ چلتا جائے گا کہ میں نے ہومیو پیتھی قرآن حکیم سے سیکھی ہے۔

تھوڑی دیر پہلے آپ حیران بھی ہو رہے تھے اور مجھے پاگل بھی کہہ رہے تھے کہ ایک ہومیو پیتھ اتنا بڑا دعویٰ کر رہا ہے کہ کوئی جج اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اب مجھے بتائیں کہ جو جج قرآن حکیم (قوانین قدرت) کو پورے طور پر نہیں سمجھتا کیا وہ میرا معاملہ انصاف کے ساتھ طے کر سکتا ہے؟ کیا پگڑی باندھنے والا یا بی اے ایم اے سیاست دان مجھ پر حکومت کرنے کا اہل ہے؟ جو ماہر معاشیات قرآن حکیم کو نہیں سمجھتا وہ اپنے معاشرے کو معاشیات کا کون سا نظام دے گا؟ اور جو ہومیو پیتھ قرآن کو نہیں جانتا میں اسے ہومیو پیتھ کیسے کہوں؟ اب بتائیں کہ سقراط اور میں کیا آپ سب سے اس لئے بہتر نہیں کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ ہم قوانین قدرت کو نہیں جانتے اور آپ بالشل کی رٹ تو لگاتے رہتے ہیں کہ اس رٹ سے آپ کو وہ روٹی ملتی ہے جس کا ذمہ اللہ نے اپنے سر لے رکھا ہے، (روٹی بالشل کی رٹ کے ذمے نہیں) لیکن آپ یہ بھی نہیں جانتے کہ آپ کچھ بھی نہیں جانتے۔

یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ قرآن حکیم نے مجھے ہومیو پیتھی کو سمجھنے میں مدد دی ہے اور ہومیو پیتھی نے قرآن حکیم کو سمجھنے میں مدد دی ہے۔ ہومیو پیتھی نے ہی مجھے بتایا کہ قرا نکالنے والے شخص کی دوا بچھو کا زہر ہوتی ہے، انسان کا کیا کام کہ وہ دم اٹھا کر خالق کی زمین پر چلے۔ ہومیو پیتھی نے ہی مجھے بتایا کہ لیکسس یا بچھو کی علامات لے کر پھرنے والا شخص اپنے اصلی حسن ترکیب سے کتنا دور ہے، وہ کتنا اپنی اصلی

کیمسٹری اور فزکس سے دور ہو چکا ہے۔ ہومیو پیتھی نے ہی مجھے بتایا کہ میرے جیسے گندے اور سقراط جیسے شرابی افراد لیکسس، کیناس انڈیکا، یالو سائمس اور سٹرامونیم ہو سکتے ہیں لیکن بے عملی کی وجہ سے اچھے انسان نہیں ہو سکتے۔ یاد رکھیے انبیاء اور پاکیزہ انسانوں کی اناٹومی کوئی بھی غیر از پاکیزہ غذا چیز قبول نہیں کرتی خواہ وہ سگریٹ ہی کیوں نہ ہو۔ ہومیو پیتھی نے ہی مجھے بتایا کہ میں جب تک سگریٹ پیتا رہوں گا مجھے 100 فیصد حق یا سچ نہیں مل سکتا۔

میں جو ابھی تک آپ کے سامنے اتراتا رہا تھا کہ میں اور سقراط آپ سے بہتر ہیں۔ یہ صرف تھیوری کی بات ہے۔ اب جب مجھے اور سقراط کو یہ پتہ چل گیا ہے کہ ہم کچھ نہیں جانتے تو یہ پتہ چل جانے کے بعد ہم دونوں کا فرض بنتا ہے کہ ہم ایک طرف جاننے کی کوشش کریں اور دوسری طرف اپنے اندر سے "میں" کو نکال کر ہر وہ کام نہ کریں جس سے دل میں بے سکونی پیدا ہوتی ہو لیکن ہم آپ سے بدتر ہیں۔ سقراط جانتے ہوتے بھی شراب پیتا ہے اور میں جانتے ہوتے بھی ہر قسم کا گناہ کرتا ہوں۔ اس طرح کا علم خواہ میرے پاس ہو یا سقراط کے پاس، محض ذہنی عیاشی ہوتا ہے۔ اب ذرا سورۃ عصر پر غور کیجئے۔ عمل کے بغیر ایمان کی کیا حیثیت ہوتی ہے؟ محض Collected Data۔ یہاں یہ بتاتا چلوں کہ ہومیو پیتھی کو اگر ایک بھی نکتہ کسی انسان کے بارے میں مل جائے تو وہ اس کے کردار کا پول کھول کر رکھ دیتی ہے خواہ وہ انسان ہزاروں سال پہلے کیوں نہ پیدا ہوا ہو اور کسی اچھے انسان کی گواہ بن جاتی ہے خواہ دنیا کی نظر میں کتنا ہی مطعون کیوں نہ ہو۔

آپ میرے مضمون کے پہلے پیرے پر غور کیجئے آپ اکثر کہتے ہیں "اول

طعام بعد کلام" اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز میں اس کی ہر ضرورت پوری کر کے اعتدال قائم کیا ہے۔ پٹرول آپ کو دے دیا گیا ہے۔ اب آپ نے کام کرنا ہے۔ اگر آپ کام نہیں کریں گے تو آپ کو بھوک نہیں لگے گی۔ آپ کو تو کسی چیز کی ضرورت نہیں پھر آپ نے کام کس کے لئے کرنا ہے؟ ظاہر ہے دوسروں کے لئے اور جب آپ کا پٹرول ختم ہو گا تو دوسرے آپ کو پٹرول فراہم کریں گے۔ اس طرح کائنات کی تمام اشیاء آپس میں مربوط ہیں۔ اگر آپ کام کریں اور آپ کو پٹرول نہ ملے تو بھی بے اعتدالی پیدا ہو گی اور اگر آپ پٹرول لیں اور کام نہ کریں تو بھی بے اعتدالی پیدا ہو گی۔ مرض کا آغاز بھی یہیں سے ہوتا ہے اور گناہ کا آغاز بھی۔ گناہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے مرض ہی کہا ہے۔ یاد رکھئے گناہ کی ابتداء جسم سے ہوتی ہے۔ خواہ کوئی کسی سے روٹی چھینے یا بیوی۔ اور ثواب بھی جسم کو ملتا ہے۔

جب آپ کسی محرک سے متاثر ہوتے ہیں تو عمل بھی آپ کی ذات پر مرتب ہوتا ہے اور رد عمل بھی آپ کی ذات کو ہی وصول ہوتا ہے۔ اس کو ثواب کہا جاتا ہے۔ اگر آپ کا عمل اعتدال کے اندر ہے تو رد عمل بھی اعتدال کے اندر ملے گا اور اگر عمل میں زیادتی ہے تو رد عمل میں بھی تجاوز ہو گا۔ کسی محرک سے متاثر ہو کر جب آپ عمل میں ہوتے ہیں تو بھی بیمار ہوتے ہیں خواہ وہ زیادہ ہنسی ہی کیوں نہ ہو اور جب رد عمل ہوتا ہے تو بھی آپ بیمار ہوتے ہیں خواہ وہ ذرا سی غمگینی ہی کیوں نہ ہو۔ پہلی صورت میں آپ کافیایا اورم میٹ کا پرائمری ایکشن ہوتے ہیں اور دوسری صورت میں سیکنڈری ایکشن یا رد عمل ہوتے ہیں۔ یہاں اس نکتہ کو ذہن میں رکھئے کہ کوئی بھی دو مماثل اشیاء۔ ایک دوسری کو تقویت اور تحریک دیتی ہیں اس لئے اگر آپ صحت

کی حالت میں سونا کھالیں گے تو وہ آپ کے دل کے عضلاتی خلیات کو تحریک دے گی اور انہیں زیادہ کام کرنا پڑے گا اور ثواب بھی انہیں کو ملے گا جو کمزوری کی شکل میں ہو گا۔ یہ قوانین قدرت کا عجیب حسن ہے کہ اگر دل غذا زیادہ لیتا ہے تو اسے Out put دینا پڑتی ہے اور وہ Out put کسی اور عضو کی غذا ہوتی ہے۔ ہمارا معاشرتی نظام بھی اسی طرح ہی چلتا ہے جن خلیات یا انسانوں نے زیادہ غذا لی انہیں زیادہ کام کرنا پڑا اور وہ تھک گئے اور جن خلیات یا انسانوں نے اپنی غذا دے کر قربانی دی انہیں ثواب اسی غاصب کی طرف سے ملا جس نے زیادہ غذا لی تھی اور زیادہ کام کر کے کمزور اس قدر ہو گیا کہ اقتدار ہاتھوں سے چھن گیا۔ اب خود اندازہ کر لیجئے کہ اتنا کچھ جانتے کے بعد بھی کہ ثواب میری ہی طرف لوٹ کر آتا ہے، زیادتی کی صورت میں برا اور قربانی کی صورت میں اچھا، تو اگر میں پھر بھی زیادتی کرتا ہوں تو میں انسان کہلانے کا حق دار ہوں؟ آپ مجھ سے بہتر ہیں کہ آپ کو علم نہیں اور کرتے ہیں اور مجھے علم ہے اور میں کرتا ہوں۔

جس طرح ہمارے معاشرے کا ہر فرد ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہے اس طرح جسم کے مختلف مفرد اور مرکب سسٹم ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں اور ایک دوسرے کے رد عمل کو وصول کرتے ہیں۔ ہمارے جسم میں چار مفرد اعضاء ہیں جو عضلات، غدد، اعصاب اور الحاقی مادہ ہیں۔ ہر ایک کا اپنا اپنا کام ہے اور کوئی بھی ایک دوسرے کا کام نہیں کر سکتا۔

حرکت صرف عضلات کر سکتے ہیں۔ غذا کی تقسیم صرف غدد کر سکتے ہیں۔ ماحول سے رابطہ صرف اعصاب کر سکتے ہیں اور جسم کو صرف ہڈی سہار سکتی ہے ان میں سے

ہر ایک کا ردعمل دوسرے کو جاتا ہے۔ عضلات انتظامیہ کا رول ادا کرتے ہیں، اعصاب مقننہ کا، غدد، عدلیہ کا اور ہڈی عوام کا۔ ان کی آگے مزید دو دو قسمیں ہیں جیسے بغیر نالی اور نالی دار غدد، حسی اور حرکی اعصاب، ارادی اور غیر ارادی عضلات اور ٹینڈن اور لیگامنٹس۔ ان میں سے ہر ایک کی مزید ورائٹیز ہیں جیسے ایڈرنیل، خصیے اور تھائی رائڈ لیکن سب بغیر نالی غدد ہیں۔

ہوتا یہ ہے کہ کوئی بھی محرک ان آٹھ مفرد اعضاء میں سے کسی ایک مفرد عضو یا اس کی ایک یا ایک سے زیادہ ورائٹیز کو متاثر کرتا ہے۔ مثلاً دار چینی یا لونگ سارے معدہ کو متاثر نہیں کرتی بلکہ صرف معدہ کے غیر ارادی عضلات کو تحریک دیتی ہے ۔ جس کے نتیجہ میں معدہ کے اعصاب اور غدد وغیرہ اپنا اپنا کام کرتے ہیں پھر اس مرکب فعل کا ردعمل آنتوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے لیکن چھوٹی آنتوں میں عمل کی ابتداء پھر بھی مفرد عضو سے ہی ہوتی ہے۔ اگر آپ معدہ کو زیادہ غذا دیں تو معدہ زیادہ کام کرے گا اور پھر جب تک اسے ثواب نہیں ملے گا وہ دوبارہ غذا کو ہضم کرنے کے قابل نہیں ہو گا۔ چونکہ قرآن حکیم نے لفظ راجعون استعمال کیا ہے جس کا مطلب دائرے میں واپسی ہوتا ہے اور جس کی مثال دوران خون بھی ہے، موسم بھی اور ریاست کے اعمال بھی۔ لہذا یہ آٹھ مفرد اعضاء ایک دائرے میں آتے ہیں اور ایک دوسرے کا ردعمل وصول کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو تحریک دیں تو ردعمل باقی سات کو جاتے گا۔ یوں ایک مفرد عضو کی آٹھ مماثل ادویات بنتی ہیں اور آٹھ مفرد اعضاء کی ایک دوا بنتی ہے۔

قرآنی یا اصل ہومیو پیتھی اور مروجہ ہومیو پیتھی میں فرق یہ ہے کہ کہ قرآنی

ہومیو پیتھی عمل سے بھی بحث کرتی ہے اور ردعمل سے بھی اور یہ بتاتی ہے کہ ایک پولی کریسٹ دوا جو پتوں سے لے کر جڑ تک ایک مفرد عضو سے بحث کرتی ہے وہ دنیا کے تمام جانداروں کے تمام امراض کا علاج ہے۔ یہ دوا ان آٹھ مفرد اعضاء میں سے کسی بھی ایک کے ساتھ مماثل ہو یعنی آٹھ آپس میں متضاد دواؤں میں سے کوئی ایک لے لیں۔ اور مروجہ ہومیو پیتھی صرف عمل سے بحث کرتی ہے اور چونکہ عمل کا ردعمل ہوتا ہے جس کو وہ روک نہیں سکتی اس لئے اس کی کوئی علمی حیثیت ہی نہیں۔

کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ اگر ایلوز کے دستوں پر خام ایلوز زیادتی کا موجب بنتی ہے اور مریض کا خانہ خراب کرتی ہے تو یہ کوئی ہومیو پیتھی نہیں۔ یہ ڈھنڈورا بالکل بے کار ہے اور آپ کسی کو بھی مطمئن نہیں کر سکتے۔ مزہ جب ہے کہ آپ کا بالمثل قانون خام حالت میں بھی آرام دے۔ اس سلسلے میں آپ کے پاس جتنی بھی تاویلات ہیں ساری کی ساری غلط ہیں۔ سحر ہومیو پیتھی حصہ سوم میں میں آپ کو بتاؤں گا کہ ایلوز کی علامات پر ایلوز پوٹینسی میں کس طرح آرام دیتی ہے اور خام حالت میں کیوں مرض کو بڑھاتی ہے۔

مجھے امید ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سحر ہومیو پیتھی حصہ سوم میں ہومیو پیتھی کو دنیا والوں کا مذاق بننے سے بچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا اور ثابت کروں گا کہ یہی میڈیکل سائنس ہے اور یہی تمام جانداروں کا علاج ہے جس میں تمام امراض ایک ہی محرک یا دوا سے ٹھیک کئے جا سکتے ہیں۔ میں نے دیباچے میں بھی بتایا ہے کہ میرا اصل ٹارگٹ نئی نسل ہے۔ وہی میری بات کو سمجھ سکتی ہے اور وہی میری غلطیاں نکال سکتی ہے۔ میں بزرگ ہومیو پیتھس کو سلیوٹ تو کر سکتا ہوں لیکن

ان سے مدد کی توقع نہیں رکھتا۔

یاد رکھئے کہ ہومیو پیتھی کے بالمثل قانون کے تحت جو کہ کائناتی یا قرآنی قانون ہے میں یا تو کچھ نکات نئی نسل کو دے کر برائنا کارب کا Senile Dementia ہونے سے پہلے کوچ کر جاؤں گا اور یا اگر میرا دماغ ٹھنڈا ہو گیا اور میں برائنا کارب بن گیا تو پھر اس کی پہچان یہ ہو گی کہ میں نئی نسل کے پیش کردہ حقائق اور دلائل کو جھٹلانے لگوں گا۔ اس وقت میں اس شخص کی طرح ہو جاؤں گا جس کے بارے میں ۱۹۸۸ء کے الیکشن کے بعد میں نے Senile Dementia کی پیش گوئی کی تھی۔

میں اس نکتہ کو پا گیا ہوں کہ میری جنت اور میری امن و سلامتی کچھ دینے میں ہے اس لئے میں دیتا رہوں گا۔ حقائق نہ سہی شکوک ہی سہی کیونکہ امام غزالیؒ نے فرمایا تھا۔

"یقین کی منزل کو جانے والی راہ شک کی خاردار جھاڑیوں میں سے ہو کر گزرتی ہے"

میں ایک بار پھر محمد عرفان، رانا محمد عنایت اور لقمان پرسی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے پر تنقید کی اور میری وضاحت سے بات آگے بڑھی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس محنت کا صلہ عطا فرمائے۔ میں معالج کی نائب ایڈیٹر عین المفر قریشی صاحبہ کے احسانوں کا بدلہ ساری عمر نہیں چکا سکتا کہ ان کی وجہ سے میری دس سال کی مسافت ایک سال میں طے ہو گئی۔

چونکہ مجھے یہ نکتہ مل گیا ہے کہ قوانین قدرت کائنات کے تمام شعبوں سے ایک

ہی طرح سے بحث کرتے ہیں یعنی جو ہومیو پیتھی کو جان گیا وہ سیاست کو بھی جان گیا معاشیات کو بھی اور بیالوجی کو بھی۔ اس لئے میں کائناتی قوانین کو ایک دائرے میں بند کرنے کی کوشش کر رہا ہوں تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے آسانی پیدا ہو جائے۔ مجھے ایسے نوجوان ذہنوں کی ضرورت ہے جو اپنے اندر سے اٹھنے والے سوالوں سے بھرے ہوتے ہوں۔ میں نے ایک اپیل ماہنامہ معالج میں بھی شائع کرائی تھی اس اپیل کو کتاب میں بھی شامل کر رہا ہوں۔ جو لوگ میری مدد کریں گے انہیں میں ساری عمر اپنے محسن تصور کروں گا۔

جب قوانین قدرت کی تلاش کے راستے میں مجھے اپنے کتے کی وجہ سے رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو مجھ پر جھنجھلاہٹ تو طاری ہوتی ہے لیکن تھوڑی سی مزید غیرت بھی کھا جاتا ہوں اور اگلے دن اللہ تعالیٰ کوئی راہ دکھا دیتا ہے۔ اتنا میں جان گیا ہوں کہ جب تک میرے سینے میں بائیں طرف بے سکونی ہے میں راہ حق پر نہیں ہوں اور جب تک میں راہ حق پر نہیں ہو جاتا مجھے سو فیصد سچ نہیں مل سکتا لیکن میں بے کار اور بزدل بن کر یہ نہیں کہتا۔

سنی حکایت ہستی تو درمیان سے سنی
نہ ابتداء کی خبر ہے، نہ انتہا معلوم
شاد عظیم آبادی

میں انشاء اللہ بقیہ زندگی قوانین قدرت کو سمجھنے میں بسر کروں گا اور جو جو کچھ مجھے ملتا گیا وہ آپ کے سامنے رکھتا جاؤں گا۔ اگر تو مجھے قوانین قدرت مل گئے اور میں انہیں ایک دائرے میں بند کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر ابتداء کی بھی خبر ہو جائے گی اور

انتہا کی بھی اور اگر مجھے نہ مل سکے تو آنے والی نسلیں میرے کردار کا پول تو کھول دیں گی لیکن میرے فراہم کردہ شکوک انہیں ابتداء اور انتہا کی خبر ضرور دیں گے۔ مجھے آپ کی دعاؤں یا بددعاؤں کی ضرورت نہیں آپ کی تنقید کی ضرورت ہے۔ آج کے ہمارے علمی جھگڑے ہماری اولاد کے لئے آسانیاں پیدا کریں گے۔ یہ بہر حال ایک بہت بڑا سچ ہے کہ ہومیو پیتھ یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا اور میں اتنا تو جانتا ہوں کہ میں کچھ نہیں جانتا۔

ڈاکٹر گلزار احمد

29/12/93



اگلی پیش کش

زیر طبع کتب

سحر ہومیو پیتھی	حصہ سوئم	ہومیو پیتھی کی تعریف
سحر ہومیو پیتھی	حصہ چہارم	تحقیقی مضامین
سحر ہومیو پیتھی	حصہ پنجم	ادویہ میں قدر مشترک
سحر ہومیو پیتھی	حصہ ششم	پوٹینسی کا انقلاب
سحر ہومیو پیتھی	حصہ ہفتم	قوت حیات کیا ہے
سحر ہومیو پیتھی	حصہ ہشتم	ہومیو پیتھک دوا مادی ہے

ملنے کا پتہ

سحر ہومیو پیتھک کلینک سوئیکارنو بازار مغل پورہ لاہور

سحر ہومیو پیتھی

حصہ اول

ڈیزیز اینڈ میڈیسن I

ڈیزیز اینڈ میڈیسن II

- اگر بیماری کا سبب ترش چیز ہے تو علامات لینے کی کیا ضرورت، فاتی ٹولا کا دیں۔
- چہرے کے بال اینڈرو جینز کی زیادتی سے اگتے ہیں علامات لینے کی کیا ضرورت، نیٹرم میور دیں۔
- باپ کی لاڈلی سے علامات لینے کی کیا ضرورت، پلاٹینا دیں۔
- ڈراؤنے خواب بد ہضمی کی وجہ سے آتے ہیں اور بد ہضمی کی ساری تصویر نیٹرم فاس میں ہوتی ہے۔
- اس طرح کے آٹھ سو نکات پر مبنی یہ دونوں کتابیں آپ کو کامیاب ڈاکٹر بننے میں بھی مدد دیں گی اور آپ کے اندر نئی سوچ بھی پیدا کریں گی۔